عالمی مجلس تحفظ ختم نبوۃ کا ترجمان

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

INTERNATIONAL URDU WEEKLY KHATM-E-NUBUWWAT KARACHI PAKISTAN

جلد: ۲۷ | ۱۴ تا ۲۲/محرم الحرام ۱۴۲۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/جنوری ۲۰۰۸ء | شمارہ ۴

حکمرانوں کی خدمت میں!

اربابِ اقتدار
ماضی وحال کے آئینہ میں

کیا اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں؟

رازداریِ نبوت

Email: editorkn@yahoo.com

Website: http://www.khatme-nubuwwat.org
http://www.khatm-e-nubuwwat.com

مولانا سعید احمد جلال پوری

اجتماعی دعا

نصیر احمد، کراچی

س:......نماز باجماعت، نماز تراویح ختم قرآن اور نماز جنازہ کے بعد اجتماعی دعا بالجہر کے بارے میں فقہ حنفیہ میں کیا حکم اور روایت ہے؟

ج:......نماز باجماعت کے بعد اجتماعی دعا کرنا امت کا معمول رہا ہے اور ہے، حضرت مولانا مفتی کفایت اللہ دہلویؒ اور دوسرے اکابر نے احادیث سے اس کا ثبوت تحریر فرمایا ہے، کیونکہ یہ دعا کی قبولیت کا وقت ہے، نماز تراویح اور قرآن کریم کی تلاوت کے بعد اکابر کا معمول نہیں، ہاں دعا خود ایک نیکی ہے، البتہ ختم قرآن کے بعد اجتماعی دعا کا اکابر کا معمول رہا ہے، البتہ جنازہ کے بعد فقہ حنفی میں دعا کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

دودھ شریک بھانجی سے نکاح

محمد شوکت علی، اسلام آباد

س:...... میں نے اپنی سگی نانی اماں کا دودھ پیا ہے، چھوٹی خالہ کے ساتھ جس کی عمر اس وقت تقریباً دو سال تھی اور میری ایک سال، میری والدہ کے کہنے کے مطابق میں نے نانی اماں کا دودھ پیا ہے، اب میری عمر ۱۹ سال کے لگ بھگ ہے، اب میں قرآن وسنت کی روشنی میں آپ سے یہ پوچھنا چاہتا ہوں کہ اس خالہ کے علاوہ (جس کے ساتھ دودھ پیا ہے) دوسری خالاؤں کے گھر سے میری شادی ہوسکتی ہے یا کہ نہیں؟

ج:......آپ کا نکاح کسی بھی خالہ کی بیٹی سے نہیں ہوسکتا، کیونکہ آپ نانی کا دودھ پینے سے اپنی تمام خالاؤں کے رضاعی اور دودھ شریک بھائی بن گئے اور ان کی بیٹیاں آپ کی دودھ شریک بھانجیاں بن گئیں اور جس طرح حقیقی بھانجیوں سے نکاح حرام ہے، اسی طرح دودھ شریک بھانجیوں سے بھی نکاح حرام ہے۔

س:...... میری بہنوں کے رشتے اس خالہ کے علاوہ دوسری خالاؤں کے ہاں ہوسکتے ہیں یا نہیں؟

ج:...... آپ کے دوسرے تمام بہن بھائیوں کا آپ کی تمام خالاؤں کے بچوں سے نکاح جائز ہے۔

س:......مولانا صاحب میری بہن کے پندرہ سال سے حالات خراب تھے، اب شکر ہے انہوں نے کرائے کا گھر، کرائے کی دکان کی ہے، معلوم یہ کرنا تھا ان کی بچی کی شادی ہے کیا بیٹی کی شادی کے لئے زکوٰۃ دے سکتے ہیں؟

ج:......اگر وہ مستحق زکوٰۃ ہے، تو بھائی بہن کو زکوٰۃ دے سکتا ہے۔

س:......قصر نمازوں کی قضا کیسے پڑھی جائے گی، جو ہم نماز پڑھتے ہیں وہ پڑھیں گے؟ یا قصر کی قضا پڑھیں گے؟

ج:......جو نمازیں سفر میں قضا ہوئی ہیں وہ قصر قضا کی جائیں گی۔

س:...... پچاس ہزار پر کتنی زکوٰۃ دیتے ہیں؟ ایک سال پورا ہونے پر زکوٰۃ دیتے ہیں یا جمع ہوجانے پر؟

ج:...... پچاس ہزار کی رقم پر جب سال پورا ہوجائے تو اس پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ ہے، اور پچاس ہزار روپے پر بارہ سو پچاس روپے زکوٰۃ دینا ہوگی۔

س:......قرض کے طور پر ہم نے ڈیڑھ لاکھ دے رکھا ہے، پانچ سال ہوگئے ہیں، وہ لوگ دیتے نہیں ہیں کیا اس پر زکوٰۃ فرض ہے؟

ج:......اس کی زکوٰۃ بھی آپ کو دینا ہوگی، چاہے ابھی ہر سال دیتے رہیں یا ملنے کے بعد گزشتہ تمام سالوں کی ادا کریں۔

☆☆..................☆☆

ہفت روزہ ختمِ نبوۃ

مجلس

مجلسِ ادارت

مولانا ڈاکٹر عبدالرزاق اسکندر — مولانا سعید احمد جلالپوری
علامہ احمد میاں حمادی — صاحبزادہ مولانا عزیز احمد
صاحبزادہ سید محمد سلیمان بنوری — مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی
مولانا قاضی احسان احمد

جلد:۲۷ شمارہ:۴ ۱۴/تا۲۲/محرم الحرام۱۴۲۹ھ مطابق ۲۳ تا ۳۱/جنوری ۲۰۰۸ء

سرپرست

حضرت مولانا خواجہ خان محمد صاحب دامت برکاتہم
حضرت مولانا سید نفیس الحسینی صاحب دامت برکاتہم

مدیر اعلیٰ

مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری

نائب مدیر اعلیٰ

مولانا محمد اکرم طوفانی

مدیر

مولانا اللہ وسایا

قانونی مشیر

حشمت علی حبیب ایڈووکیٹ
منظور احمد میو ایڈووکیٹ

سرکولیشن منیجر

محمد انور رانا

کمپوزنگ

محمد فیصل عرفان

اس شمارے میں

حکمرانوں کی خدمت میں!	۴	اداریہ
درس حدیث	۲	مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ
کیا اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں؟	۷	مولانا سعید احمد جلال پوری
رازدار نبوت	۱۱	شیر محمد ایاز
ارباب اقتدار...... ماضی وحال کے آئینہ میں	۱۴	مفتی شاہ فیصل برکی
قادیانیوں کے اعتراضات کا جواب	۱۷	مولانا اللہ وسایا
بزم اطفال	۲۱	قاضی احسان احمد
خبروں پر ایک نظر	۲۳	ادارہ

بنیاد

امیر شریعت مولانا سید عطاء اللہ شاہ بخاریؒ
خطیب پاکستان قاضی احسان احمد شجاع آبادیؒ
مجاہد اسلام حضرت مولانا محمد علی جالندھریؒ
مناظر اسلام حضرت مولانا لال حسین اخترؒ
محدث العصر حضرت مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ
فاتح قادیان حضرت اقدس مولانا محمد حیاتؒ
مجاہد ختم نبوت حضرت مولانا تاج محمودؒ
ترجمان ختم نبوت مولانا محمد شریف جالندھریؒ
جانشین حضرت بنوری حضرت مولانا مفتی احمد الرحمٰنؒ
شہید اسلام حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ
مبلغ اسلام حضرت مولانا عبدالرحیم اشعرؒ
شہید ختم نبوت حضرت مفتی محمد جمیل خانؒ

زرِ تعاون بیرون ملک

امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا:۹۰ ڈالر یورپ، افریقہ: ۷۰ ڈالر، سعودی عرب، متحدہ عرب امارات، بھارت، مشرق وسطیٰ، ایشیائی ممالک: ۶۰ ڈالر

زرِ تعاون اندرون ملک

فی شمارہ ۷ روپے، ششماہی: ۱۷۵ روپے، سالانہ: ۳۵۰ روپے
چیک۔ڈرافٹ بنام ہفت روزہ ختم نبوت، اکاؤنٹ نمبر 363-8 اور اکاؤنٹ نمبر 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ کراچی پاکستان ارسال کریں۔

رابطہ دفتر: جامع مسجد باب الرحمت (ٹرسٹ)
ایم اے جناح روڈ کراچی، فون: ۲۷۸۰۳۳۷، فیکس: ۲۷۸۰۳۴۰
Jama Masjid Bab-ur-Rehmat(Trust)
Old Numaish M.A.Jinnah Road Karachi
Ph:2780337, 4234476 Fax:2780340

مرکزی دفتر: حضوری باغ روڈ، ملتان
فون: ۴۵۸۳۴۸۶-۴۵۱۴۱۲۲، فیکس: ۴۵۴۲۲۷۷
Hazori Bagh Road Multan
Ph:4583486-4514122 Fax:4542277

لندن آفس:
35,Stockwell Green
London, SW9 9HZ U.K
Ph:0207-737-8199

ناشر: عزیز الرحمٰن جالندھری مطبع: القادر پرنٹنگ پریس طابع: سید شاہد حسین مقام اشاعت: جامع مسجد باب الرحمت ایم اے جناح روڈ کراچی

اداریہ

مولانا سعید احمد جلال پوری

حکمرانوں کی خدمت میں!

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمدللہ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفیٰ!

کسی ملک وقوم پر حکومت، اقتدار اور حکمرانی کا بنیادی مقصد: عدل وانصاف کی فراہمی، ظلم وزیادتی کا خاتمہ، ملک وقوم کی خدمت، ان کی بنیادی ضروریات کی کفالت، رعایا کی جان، مال، عزت وآبرو کی حفاظت، ملکی امن وامان کی بحالی اور اس کی جغرافیائی ونظریاتی سرحدوں کی حفاظت ہوتا ہے، چنانچہ جو حکمران اور ارباب اقتدار اپنے فرائض بجالاتے ہیں، وہ قوم وملک کے محبوب حکمران کہلاتے ہیں اور ان کی قوم نہ صرف ان پر جان چھڑکتی ہے، بلکہ ان کے لئے انسانوں کے علاوہ جنگلوں کے درندے اور دریاؤں کی مچھلیاں بھی دعائیں کرتی ہیں، ایسے حکمرانوں کی جان ومال، عزت وآبرو، صحت وسلامتی کے لئے اس کی قوم اور رعایا ہر وقت دست بدعا رہتی ہے، بلاشبہ ایسے ہی حکمرانوں کے بارے میں وارد ہوا ہے:

”السلطان ظل اللّٰہ فی الارض فمن اکرمہ اکرمہ اللہ ومن اھانہ، اھانہ اللہ۔“

(کنزالعمال، ج:۶، ص:۴، حدیث ۱۴۵۸)

یعنی..... عادل..... بادشاہ زمین پر اللہ کا سایہ ہوتا ہے، جو شخص اس کا اکرام کرے گا، اللہ تعالیٰ اس کا اکرام کریں گے اور جو اس کی اہانت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کی اہانت کریں گے۔

اس کے برعکس جو حکمران اور ارباب اقتدار عدل وانصاف کی جگہ ظلم وزیادتی، امن وامان کی جگہ قتل وغارت گری اور دہشت گردی، قوم وملک کی خدمت کی بجائے مفاد پرستی وخود غرضی، رعایا کی جان ومال، عزت وآبرو کی حفاظت کی بجائے الٹا ان کی جان ومال، عزت وآبرو کو نشانہ بنائیں، وہ ظالم وجابر اور بے رحم وسفاک کہلاتے ہیں، ان کے ظلم وتعدی کی تپش سے نہ شہر محفوظ ہوتے ہیں اور نہ دیہات، نہ جنگل، نہ دریا، ان کے لئے صبح شام، دن رات، غرض ہر وقت نفرین وناپسندیدگی کی صدائیں بلند ہوتی ہیں، اور ان کے حق میں دعا کی بجائے بددعاؤں کی بارش ہوتی ہے۔

خاکم بدھن ہمارے ملک کی موجودہ صورت حال مؤخرالذکر کیفیت سے ملتی جلتی ہے۔ الا ماشاء اللہ! کوئی شخص ہوگا جو ارباب اقتدار کے ”کارہائے نمایاں“ سے خوش ہوگا یا ان کے لئے دست بدعا ہوگا۔

اس لئے کہ پورے ملک کے طول وعرض میں ہر جگہ بدامنی ہے، ظلم ہے، تشدد ہے، فحاشی ہے، عیاشی ہے، بمباری ہے، قتل وغارت گری ہے، چوری ہے، ڈکیتی ہے، نہ کسی کی عزت محفوظ ہے، نہ جان ومال، نہ گھر محفوظ ہیں نہ بازار، نہ شہروں میں امن ہے، نہ جنگلوں اور دیہاتوں میں، کسی کا مستقبل محفوظ ہے نہ حال، بڑے، بچے، جوان اور عورتیں سب ہی سراسیمہ ہیں، نہ تاجروں کو امن ہے نہ مزدوروں کو، نہ سیاست دانوں کو سکون ہے، نہ سائنس دانوں کو، نہ مساجد محفوظ ہیں نہ مدارس، ہر جگہ ڈر، خوف اور ہراس کی فضاء ہے اور افراتفری ونفسانفسی کا عالم ہے۔

دوسری طرف ملک بھر میں بنیادی ضروریات کی ابتری کا یہ حال ہے کہ غریب کے منہ کا نوالہ چھن چکا ہے حتیٰ کہ آٹے جیسی بنیادی چیز بازار سے غائب ہے، اگر کہیں کچھ موجود ہے تو غریب ومزدور کی دسترس اور پہنچ سے دور ہے، چنانچہ غریب آدمی اپنے پیٹ کا جہنم بھرنے اور آٹے کے حصول کے لئے طویل قطاریں اور لائنیں لگائے نظر آتے ہیں، اور نہایت تگ ودو کے بعد بڑی مشکل سے تیس سے پینتیس روپے کلو کے حساب سے دستیاب ہوتا ہے۔

بتلایا جائے کہ جو مزدور یومیہ دو سے تین سو روپے کماتا ہو اور اس کے گھر میں پانچ چھ افراد ہوں، وہ کیونکر ان کا پیٹ بھر سکے گا؟ اسی طرح خوردنی تیل، گھی، چاول، دالوں، سبزیوں اور دوسری اشیائے ضرورت کی قیمتیں بھی آسمان سے باتیں کر رہی ہیں، کیا کہا جائے کہ یہ عدل وانصاف کی برکتیں ہیں یا ظلم وتعدی کی نحوست؟؟؟

بلاشبہ یہ ظلم وتعدی ہی کی نحوست ہے، اس لئے کہ حدیث شریف میں ہے کہ جب حکمران ظلم کرتے ہیں تو آسمان سے رزق کی فراخی کے بجائے قحط کے فیصلے نازل ہوتے ہیں، ملاحظہ ہو:

"السلطان ظل الله في الارض يأوى إليه كل مظلوم من عباده فان عدل كان له الأجر و كان على الرعية الشكر، وان جار أو خان او ظلم، كان عليه الوزر وعلى الرعية الصبر، واذا جارت الولاة قحطت السماء وإذا منعت الزكوة هلكت المواشي، وإذا ظهر الزنا ظهر الفقر والمسكنة وإذا أخفرت الذمة أديل."

(کنز العمال، ج:۶، ص:۴، حدیث:۱۴۵۸۱)

ترجمہ: "بادشاہ زمین میں اللہ کا سایہ ہوتا ہے، جس کی طرف اللہ کے مظلوم بندے پناہ حاصل کرتے ہیں، اگر بادشاہ عدل کرے تو اس کو اجر ملے گا اور رعایا پر اس کا شکر لازم ہوگا، اگر بادشاہ ظلم وخیانت کرے گا تو اس پر اس کا وبال ہوگا اور رعایا کو صبر کرنا ہوگا اور جب حکمران ظلم وجور کرتے ہیں تو آسمان سے قحط نازل ہوتا ہے اور جب زکوٰۃ کی ادائیگی روکی جاتی ہے تو جانوروں میں موت عام ہو جاتی ہے اور جب کثرت سے زنا ہونے لگیں تو فقر وافلاس اور غربت ومسکینی کا غلبہ ہو جاتا ہے اور جب اہلِ ذمہ سے معاہدہ توڑا جائے تو کفار کو غلبہ ہونے لگتا ہے۔"

صرف یہی نہیں بلکہ ۲۷/دسمبر ۲۰۰۷ء کو ملک کی ایک بڑی سیاسی پارٹی کی لیڈر کے قتل کے موقع پر ملک بھر میں جس لوٹ مار، قتل وغارت گری اور لاقانونیت کا مظاہرہ کیا گیا، نہیں کہا جاسکتا کہ وہ محض سیاسی کارکنوں کے جذباتی ردعمل کا نتیجہ تھا، بلکہ ایسا محسوس ہوتا ہے کہ یہ پہلے سے کسی طے شدہ منصوبہ بندی اور سازش کا حصہ تھا۔ اخباری اعداد وشمار کے مطابق اس رات میں سرکاری ونجی املاک کو جو نقصان پہنچا ہے وہ اربوں روپے سے متجاوز ہے۔ کیا کہا جائے کہ اس ملک میں قانون کی حکمرانی ہے؟ یا یہاں کسی کی جان ومال اور عزت وآبرو محفوظ ہے؟ نہیں، ہرگز نہیں! بلکہ شنید ہے کہ اس رات ایسی لاتعداد قوم کی بیٹیوں کی عزت وعصمت تار تار کی گئی، جن کی مظلومیت ومقہوریت اور بے بسی وبے کسی کی دل دوز چیخیں آسمان کا سینہ چیر رہی تھیں، مگر اے کاش کہ کسی بڑے کے کان تک ان کی رسائی نہیں ہوسکی، کیا کہا جائے کہ اس ملک میں حکومت وقانون نام کی کوئی شئے ہے؟ کیا سمجھا جائے کہ ایسے حکمرانوں کے حق میں ان مظلوموں کی زبان سے دعا نکلے گی یا بددعا؟؟

اغیار سے یارانے اور اپنوں پر تازیانے کا دور دورہ ہے، یعنی اپنوں کے خلاف فوجی آپریشن ہیں تو بیگانوں کے سامنے سر تسلیم خم، غیروں کی ہر صدا پر گوش بر آواز ہیں، تو مسلمانوں کے خلاف کبر وغرور کا طنطنہ۔ ایسے میں ہر شخص فیصلہ کرسکتا ہے کہ اس ملک کے مستقبل کیا ہوگا؟ کیا ایسے لوگ حکمرانی کے اہل ہیں؟ ہر ذی فہم اس کا فیصلہ کرسکتا ہے کہ اگر کوئی گلہ بان اپنے ریوڑ کی نگہبانی اور حفاظت نہیں کرسکتا تو کیا اس کو یہ حق پہنچتا ہے کہ وہ گلہ بانی کرے؟؟

اس لئے ہم ارباب اقتدار کی خدمت میں عرض کرنا چاہیں گے کہ وہ اپنی "مقدس" پالیسیوں پر نظر ثانی کریں اور اغیار کی جبہ سائی کی بجائے اپنے ملک وقوم کے مفادات کی طرف توجہ کریں، اگر وہ اس کی طاقت نہیں رکھتے تو خدارا! اس ملک وقوم کو معاف کردیں۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ محمد وآلہ واصحابہ اجمعین

درس حدیث

کھانے کے آداب واحکام

خرگوش حلال ہے

"حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ: مرالظہران میں (یہ مکہ و مدینہ کے درمیان مکہ مکرمہ سے قریب ایک جگہ کا نام ہے) ہم نے ایک خرگوش کو بھگایا، صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین (اس کو پکڑنے کے لئے) اس کے پیچھے بھاگے، (میں بھی بھاگا) چنانچہ میں نے اس کو جا پکڑا، میں اسے حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ کے پاس لایا، انہوں نے تیز پتھر کی دھار سے اسے ذبح کیا، پھر اس کی ران یا اس کا کولہا مجھے دے کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں بھیجا، پس آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تناول فرمایا، (راوی کہتے ہیں) میں نے (حضرت انس رضی اللہ عنہ سے) کہا کہ: آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کھایا تھا؟ فرمایا: قبول تو فرمالیا تھا۔ مصنفؒ فرماتے ہیں کہ: اس باب میں حضرت جابر، حضرت عمار اور حضرت محمد بن صفوان رضی اللہ عنہم اجمعین، جن کو محمد بن صیفیؓ بھی کہا جاتا ہے، سے احادیث مروی ہیں، اور حضرت انس رضی اللہ عنہ کی حدیث حسن صحیح ہے اور اکثر اہل علم کا عمل اس پر ہے، وہ خرگوش کے کھانے میں کوئی مضائقہ نہیں سمجھتے اور بعض اہل علم نے خرگوش کے کھانے کو مکروہ کہا ہے، وہ فرماتے ہیں کہ اس کو حیض آتا ہے۔" (ترمذی، ج:۲، ص:۱)

مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ

مطلب یہ کہ اگر اس کا کھانا جائز نہ ہوتا تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس کو قبول ہی نہ فرماتے، خرگوش کے بارے میں صحابہؓ وتابعینؒ کے زمانے میں خفیف سا اختلاف رائے رہا، جیسا کہ حضرت مصنفؒ نے فرمایا۔ اکثر اہل علم اس کو جائز سمجھتے تھے اور بعض اس سے کراہت کرتے تھے، لیکن ائمہ اربعہ رحمہم اللہ اس پر متفق ہیں کہ خرگوش حلال ہے۔

مجمع الزوائد (ج:۲، ص:۳۶) میں مسند ابو یعلیٰ اور طبرانی کی معجم کبیر کے حوالے سے یہ روایت نقل کی ہے کہ ایک شخص نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے خرگوش کے کھانے کے بارے میں سوال کیا تو فرمایا کہ: حضرت عمارؓ کو بلاؤ! حضرت عمار رضی اللہ عنہ آئے تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا: جس دن ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ فلاں جگہ تھے، وہاں خرگوش کا کیا قصہ پیش آیا تھا؟ اس کو بیان کیجئے! حضرت عمار رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ: ایک اعرابی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک خرگوش ہدیہ کیا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرامؓ یعنی رفقاء کو کھانے کا حکم فرمایا، وہ اعرابی کہنے لگا کہ: میں نے (اس کو) خون (آتے) دیکھا ہے، (یعنی اسے حیض آتا ہے) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کچھ نہیں، قریب ہوجاؤ اور کھاؤ! اس نے کہا: میں روزے سے ہوں! فرمایا: روزہ کیا؟ اس نے عرض کیا کہ: ہر مہینے میں تین روزے رکھا کرتا ہوں، فرمایا: پھر تم نے ایام بیض سے کیوں نہ رکھے؟

اس حدیث سے بعض لوگوں کا یہ شبہ جاتا رہا کہ چونکہ اس کو حیض آتا ہے اس لئے شاید اس کا کھانا درست نہ ہو، آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس شبہ کے بارے میں فرمایا: "لیس بشیء،" یعنی شبہ کچھ نہیں اور اس کے حلال نہ ہونے کا شبہ کرنا صحیح نہیں۔

صدا

مرسلہ: ابوعفیرہ خان

ایک آدمی اپنے گھر میں بیٹھا کھانا کھا رہا تھا، ساتھ میں بیوی بیٹھی تھی اور انواع و اقسام کے کھانے دسترخوان پر چنے تھے، اتنے میں دروازے پر سائل نے آواز لگائی، یہ شخص اٹھا اور خلل اندازی پر سائل کو ڈانٹ ڈپٹ کے واپس آ بیٹھا اور کھانا کھانے لگا۔

دوپہر سے شام ہوئی اور شام سے رات اور یوں رات یہ رات ڈھلنے لگی، پھر رات اس کے گھر میں اندھیرے چھوڑ گئی اور خوشیاں اس شخص کو خیرباد کہہ کر چلی گئیں، نوبت فاقوں تک جا پہنچی اور پھر دست سوال دراز کرنا پڑا، بیوی بھی علیحدہ ہوگئی اور یہ شخص گھروں کے دروازے کھٹکھٹانے پر مجبور ہوگیا۔

بیوی نے دوسری شادی کرلی، وہ ایک روز اپنے دوسرے خاوند کے ساتھ گھر میں بیٹھی کھانا کھا رہی تھی کہ اچانک دروازے پر سائل کی صدا ابھری۔ خاوند نے کہا: لو یہ کھانا فقیر کو دے آؤ، بیوی اٹھی اور کھانا فقیر کو دے کر آئی تو آنکھیں چھلک رہی تھیں، خاوند نے دیکھا تو پریشان ہوگیا اور پوچھا کیا ہوا؟

بیوی نے اسے اپنی پہلی زندگی کی سب روداد سنائی اور بتایا کہ دروازے پر اس کا پہلا شوہر ہاتھ پھیلائے کھڑا تھا، شوہر نے یہ کہانی سنی اور کہا ایک دن اسی آدمی نے جس کی یہ نشانیاں تم نے مجھے بتائیں مجھے اپنے در سے اس وقت دھتکار دیا تھا جب میں نے اس کے آگے دست سوال دراز کیا تھا۔

قسط:۱

کیا اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں؟

اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین کی خدمت میں!

مولانا سعید احمد جلال پوری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ وسلام علی عبادہ الذین اصطفی!

اسلام دشمن قوتیں، ان کے آلہ کار اور ان کے وظیفہ خوار ہمیشہ سے مسلمانوں کو اذیت پہنچانے، ان کے جذبات سے کھیلنے، انہیں مشتعل کرنے، انہیں ذہنی کوفت و تکلیف سے دوچار کرنے، ان کے دینی، ملی اور مذہبی احساسات کو پامال کرنے اور انہیں طیش دلانے کو اپنا فرض اور حق سمجھتے ہیں۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ مسلمانوں کی اذیت، تکلیف، اضطراب، بے چینی اور بے کلی و بے بسی میں ان کی دلی تسکین اور ذہنی راحت کا سامان ہے۔ یہی وجہ ہے کہ وہ آئے دن کوئی نہ کوئی ایسی گھناؤنی حرکات اور شرمناک کردار ادا کرتے رہتے ہیں، جس سے نہ صرف مسلمان بلکہ پوری ملت اسلامیہ تڑپ کر رہ جائے اور محمد عربی ﷺ کے نام لیوا بلبلا اٹھیں۔

تاتاریوں کے بارہ میں سنا تھا کہ وہ کسی مسلمان کو ذبح کرتے اور اس کی کٹی ہوئی گردن پر ابلتا تیل ڈالتے، جب مقتول کا بہتا ہوا خون رک جاتا اور مقتول تڑپنے لگتا تو وہ تڑپتی لاش کا رقص بسمل دیکھ کر خوشی سے اچھلتے، کودتے، شادیانے بجاتے، ڈھال اور بھنگڑے ڈالتے، کیونکہ یہ انسانیت سوز کھیل اور مسلم دشمنی پر مبنی شرمناک سفاکیت، ان درندوں کا محبوب مشغلہ تھا...... شنید ہے کہ ماضی قریب میں ان کے جانشینوں نے افغانستان میں بھی مسلمانوں کے خلاف اسی قسم کی سفاکیت کا مظاہرہ کر کے تاتاری ظلم وتشدد اور بربریت کی تاریخ دہرائی ہے۔

کچھ یہی سلوک اس وقت پوری دنیا کے مسلمانوں کے ساتھ روا رکھا جارہا ہے۔ اور مسلمان اس وقت ٹھیک اسی طرح کی تکلیف دہ اور اذیت ناک صورتِ حال سے دوچار ہیں،

چنانچہ دورِ حاضر کے تاتاری اور انسان نما درندے مسلمانوں کو تڑپا تڑپا کر خوش ہوتے ہیں اور ان کے جذبات سے کھیل کر مسرت کے شادیانے بجاتے ہیں۔

جیسا کہ سطورِ بالا سے معلوم ہو چکا ہے کہ یہ شرمناک کھیل آج کا نہیں بلکہ روزِ اول سے چلا آرہا ہے، لیکن اب کچھ عرصہ سے اس جبر، ظلم، تشدد اور بربریت میں کسی قدر تیزی اور شدت آچکی ہے۔

اگر کسی زمانہ میں دینِ الٰہی کے بانی: اکبر بادشاہ اس کے حواریوں: ابوالفضل وفیضی کے جانشین: ایئر مارشل ایوب خان اور ڈاکٹر فضل الرحمن جیسے ملحدوں نے مسلمانوں کے دین و مذہب اور منصوصات شرعیہ پر تیشہ چلا کر مسلمانوں کو آتش زیر پا کیا تھا، تو آج ان کے جانشینوں کی گز گز کی زبانیں قرآن وسنت اور دین و مذہب کے خلاف باہر آچکی ہیں۔ فرق صرف اتنا ہے کہ اس دور میں ایسے ملحدوں اور دین دشمنوں کی تعداد آٹے میں نمک کے برابر تھی، انہیں انگلیوں پر گنا جاسکتا تھا اور قرآن وسنت سے بغاوت پر مبنی ان کی ہفوات کو ’’آوازِ سگاں‘‘ سے زیادہ کوئی حیثیت نہیں تھی، چنانچہ ایسے لوگوں کو اسلام کے خلاف لب کشائی کی ہمت وجرأت نہ تھی، بلکہ اگر کہیں کوئی بدبخت اسلام کے خلاف منہ کھولتا تو اس کے خلاف شورِ قیامت برپا ہوجاتا اور اس کے نقد ومحاسبہ کے لئے اہلِ علم، علما اور صلحا کھڑے ہوجاتے، یہی وجہ تھی کہ ایسے لوگ اپنے باطل وفاسد بلکہ کاسد نظریات کا اظہار کرنے سے پہلے سو بار سوچتے تھے، وہ سمجھتے تھے کہ ہم مسلمانوں کے غیظ وغضب کی تاب نہیں رکھتے۔ انہیں اندازہ تھا کہ مسلمان ہمارا جینا دوبھر کردیں گے، اس لئے وہ منافقین مدینہ کی طرح اندر ہی اندر اور زیرِ زمین اسلام کے خلاف سازشوں میں مصروف رہتے۔

مگر افسوس! صد افسوس کہ اب صورتِ حال یکسر بدل گئی ہے۔ کل تک جو لوگ اسلام اور شعائر اسلام کے خلاف منہ کھولنے سے پہلے سو بار سوچتے تھے، اب وہ بلاتردد سینہ تان کر مسلمانوں کے خلاف میدان میں آچکے ہیں۔ اب وہ کھلے عام اسلام اور شعائرِ اسلام پر حملہ آور ہیں، مگر ان کو جواب دینے کے لئے کوئی آمادہ نہیں، وہ منصوصات شرعیہ کا انکار کرتے ہیں، لیکن ان کی زبان کو لگام دینے کی کسی میں ہمت نہیں۔ چنانچہ اب کھلے عام قرآن وسنت کا انکار کیا جاتا ہے، اسلام، اسلامی احکام اور شعائر اسلام پر طنز و تنقید کے تیر برسائے جاتے ہیں، مسلمانوں کی دینی،

ملی اور ایمانی غیرت کو للکارا جاتا ہے، انہیں ذہنی کرب و اذیت سے دوچار کیا جاتا ہے، لیکن اس کے سدِ باب اور اس کے سامنے بند باندھنے کی کوئی تدبیر نہیں کی جاتی، شاید اس لئے کہ دنیائے کفر، اسلام دشمن قوتیں، ہماری حکومت، حکومتی ارکان، بیوروکریسی اور نام نہاد اسلامی نظریاتی کونسل وغیرہ ان آستین کے سانپوں کی پناہ گاہ ہیں، اس کے علاوہ نظری، بصری میڈیا، اخبارات و رسائل بھی ان کی پشت پر ہیں، ان کی ہفوات اور شرانگیز بیانات، اخبارات و میڈیا کی زینت بنتے ہیں، مگر ہائے افسوس! کہ مسلمان ان کے دانت توڑنے کی پوزیشن میں نہیں، چنانچہ دور حاضر کے ابو الفضل و فیضی کا ایک بیان پڑھیے اور سر دھنیے!

"اسلام آباد (آئی این پی) اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین ڈاکٹر خالد مسعود نے کہا ہے کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں ہے، یہ مولانا مودودی کی فکر تھی، اسلام صرف مکمل دین ہے، اسلام میں چہرے کا پردہ ہے نہ سر کا، یہ محض معاشرتی رواج ہے، حجاب صرف نبی کی ازواج کے لئے تھا، ان خیالات کا اظہار انہوں نے گزشتہ روز ایک خصوصی انٹرویو میں کیا، ڈاکٹر خالد مسعود کا کہنا تھا کہ اگرچہ داڑھی سنت ہے، تاہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دور میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں داڑھی رکھتے تھے۔ انہوں نے کہا کہ توہین رسالت کے قانون میں کمزوریاں ہیں، ان کمزوریوں کو دور کیا جانا چاہئے، اسلامی قانون کے مطابق اگر کسی کے منہ سے توہین پر مبنی الفاظ نکل گئے ہیں تو اسے توبہ کا موقع ملنا چاہئے، لیکن ہمارے یہاں ایسا نہیں ہے، انہوں نے کہا کہ حدود اللہ کا کوئی تصور قرآن میں موجود نہیں، یہ تصور فقہاء حضرات کا ہے کہ مخصوص سات جرائم کو حدود اللہ کہا جائے۔"

(روزنامہ نوائے وقت کراچی، ۷ نومبر ۲۰۰۷ء ص:۸)

گویا کل تک جو کام اسلام دشمن نہیں کر سکتے تھے آج وہی کام ان کے نفس ناطقہ، ترجمان اور وظیفہ خوار انجام دے رہے ہیں۔ ستم بالائے ستم یہ کہ یہ سب کچھ عوام کے خون پسینہ کی کمائی، قومی خزانہ اور پاکستان کے بیت المال پر پلنے والے، نام نہاد مفکرین، اسلام کے نام پر قائم ہونے والے اسلامی جمہوریہ اور اس کی اسلامی نظریاتی کونسل کی چھتری کے نیچے بیٹھ کر انجام دے رہے ہیں، گویا اسلام کے نام پر ہی اسلام کی بنیادوں کو کھودا جارہا ہے۔

اس پر مستزاد یہ کہ نظری، بصری میڈیا، قومی اخبارات اور لادین رسائل و مجلات بھی نہایت عیاری، ہوشیاری اور غیر محسوس انداز میں نئی نسل کو الحاد، زندقہ، اور لادینیت و دہریت کے گہرے غاروں میں دھکیلنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہیں، بلکہ سادہ لوح عوام اور نئی نسل کے قلوب میں دین و مذہب سے نفرت و بیزاری کا بیج بو کر انہیں قرآن و سنت اور دین و ملت سے متنفر کرنے کی مذموم کوشش کی جارہی ہے۔

مذکورہ بالا بیان بھی اسی سلسلہ کی ایک کڑی ہے، جس میں اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین نے ایک ہی سانس میں اللہ، رسول، قرآن، سنت، اسلام، اسلامی دستور اور مسلمانوں کے دین و مذہب کو اتنا گالیاں دے ڈالی ہیں کہ شاید یہود و نصاریٰ اور اسلام دشمن بھی ایک سانس میں اس قدر ہرزہ سرائی کی ہمت و جرأت نہ کر پاتے، مثلاً موصوف فرماتے ہیں کہ:

۱:...... اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں ہے۔

۲:...... اسلام میں چہرے اور سر کا پردہ نہیں۔

۳:...... حجاب اور پردہ کا حکم صرف ازواج مطہرات کے لئے تھا...... گویا مسلمان خواتین سر اور منہ چھپانے کی مکلف نہیں ہیں......

۴:...... داڑھی مسلمانوں کا شعار نہیں، کیونکہ ابتدائے اسلام میں کافر و مسلم سب ہی داڑھی رکھتے تھے...... گویا اس پر زور دینے کی ضرورت نہیں۔

۵:...... قانون توہین رسالت میں کمزوریاں ہیں اور ان کمزوریوں کو دور کیا جانا چاہئے...... گویا اس قانون میں سقم ہے اور جس قانون میں کسی قسم کا سقم پایا جائے وہ ناقابل عمل ہوتا ہے، اس لئے یہ قانون ناقابل عمل ہے۔

۶:...... قرآن میں حدود اللہ کا کوئی تصور نہیں...... گویا چور، ڈاکو، زانی، شرابی اور قاتل وغیرہ پر کوئی حد نہیں لگنی چاہئے۔

کیا کوئی ادنیٰ مسلمان اور دین دار انسان یہ سوچ سکتا ہے کہ یہ "ارشادات" کسی اسلامی ملک کی اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین یا کسی ذمہ دار کے ہیں؟ نہیں ہرگز نہیں، بلکہ کسی معمولی عقل و فہم کے انسان اور مسلمان سے یہ توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اسلام، اسلامی آئین اور قرآنی دستور کے خلاف ایسی سوقیانہ اور گھٹیا فکر و سوچ رکھتا ہو۔

ذیل میں ہم جناب ڈاکٹر خالد مسعود صاحب کے "ارشادات" کا نمبر وار جائزہ پیش کرنا چاہیں گے:

الف:...... اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین صاحب فرماتے ہیں کہ: "اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں ہے" اگر گستاخی نہ ہو تو کیا ہم ان سے پوچھ سکتے ہیں کہ:

۱:...... اگر نعوذ باللہ! اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں تو وہ مکمل دین کیونکر ہوسکتا ہے؟ اس لئے کہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: "ان الدین عند اللہ الاسلام" (آل عمران: ۱۹) ...... بے شک دین اللہ تعالیٰ کے نزدیک اسلام ہے...... سوال یہ ہے کہ اگر اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں تو وہ مکمل دین کیسے ہوگا؟ کیونکہ اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہی ہے، دوسرے لفظوں

میں موصوف کے ہاں دین ہی ناقص ہے۔ حالانکہ قرآن کریم کا فیصلہ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ''الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا ''......(المائدہ: ۳)...... آج میں پورا کر چکا تمہارے لئے دین تمہارا اور پورا کیا تم پر میں نے احسان اپنا اور پسند کیا میں نے تمہارے واسطے اسلام کو دین......

۲:...... اگر نعوذ باللہ! اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں تو اس کا یہ معنی نہیں کہ مسلمانوں کو اسلامی زندگی گزارنے کے لئے اسلام کے علاوہ کسی دوسرے دین و مذہب کا دروزہ کھٹکھٹانا ہوگا؟ اگر جواب اثبات میں ہے اور یقیناً اثبات میں ہے تو اس کا تعین کیسے اور کیونکر ہوگا کہ کسی مسلمان کو کن امور اور معاملات میں کس دین و شریعت کی احتیاج ہوگی؟

۳:...... اگر اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں ہے تو سوال پیدا ہوگا کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا میں انسانوں کو اپنی منشاء کے مطابق زندگی گزارنے کے لئے کوئی مکمل ضابطۂ حیات عطا فرمایا ہے یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو اس کی نشاندہی ہونی چاہئے، تاکہ اس کے مطابق زندگی گزار کر رضائے الٰہی حاصل کی جائے اور اگر جواب نفی میں ہے تو کیا یہ اللہ تعالیٰ کی توہین، تنقیص، گستاخی کے علاوہ اس کی الوہیت و ربوبیت کے انکار کے مترادف نہیں؟

۴:...... اگر ڈاکٹر صاحب کی اُپج کے مطابق اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں ہے تو یقیناً کوئی دوسرا

کل تک جو لوگ اسلام اور شعائرِ اسلام کے خلاف منہ کھولنے سے پہلے سو بار سوچتے تھے، اب وہ بلا تردد سینہ تان کر مسلمانوں کے خلاف میدان میں آچکے ہیں

دین و مذہب ہی کامل و مکمل ضابطۂ حیات اور دستور زندگی ہوگا، اب سوال یہ ہے کہ اس دین و مذہب اور تہذیب و ثقافت کے ماننے والوں کو...... نعوذ باللہ!...... یہ کہنے کا حق نہیں ہوگا کہ مسلمان کامل و مکمل ضابطۂ حیات کو چھوڑنے اور اسلام جیسے ناقص و نامکمل ضابطۂ حیات کو اپنانے کی وجہ سے گمراہ ہوگئے ہیں؟ کیا ڈاکٹر خالد مسعود صاحب...... نعوذ باللہ...... پوری امت مسلمہ کو گمراہ سمجھتے ہیں؟

۵:...... اگر ڈاکٹر صاحب کی اس منطق کو مان لیا جائے تو یہ تسلیم نہیں کرنا پڑے گا کہ نعوذ باللہ! مسلمان بدراہ، بدعمل، جاہل اور گمراہ ہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو کیا یہ سلسلہ صرف موجودہ دور کے مسلمانوں تک محدود ہے گویا نعوذ باللہ! صدر اول کے مسلمان، حضرات ائمہ مجتہدینؒ، تابعینؒ، تبع تابعینؒ، صحابہ کرامؓ اور خود پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان کی اس ہرزہ سرائی کی زد میں آئیں گے؟

۶:...... یہ بات بھی قابل غور ہے کہ جو دین و مذہب، اپنے ماننے والوں کو مکمل ضابطۂ حیات فراہم نہ کرتا ہو وہ قابل تقلید اور لائق اقتداء ہے؟ یا وہ جو اپنے ماننے والوں کو مکمل ضابطۂ حیات فراہم کرتا ہو؟ ظاہر ہے جو دین و مذہب اپنے ماننے والوں کو مکمل ضابطۂ حیات فراہم کرتا ہو، وہی قابل اعتماد ہوگا، اس اصول کی روشنی میں بتلایا جائے کہ موصوف کا یہ ارشاد اسلام کی تعریف و توصیف پر مبنی ہے یا اس کی توہین و تنقیص پر؟ اور کیا یہ مسلمانوں کو اسلام سے وابستہ کرنے کی کوشش ہے یا انہیں اسلام سے متنفر و برگشتہ کرنے کی سازش؟

۷:...... کیا ہم ڈاکٹر صاحب سے یہ پوچھنے کی گستاخی کر سکتے ہیں کہ اسلام مکمل ضابطہ کیوں نہیں؟ اور اس ضابطۂ حیات میں کہاں، کہاں خامیاں اور نقائص موجود ہیں؟ کیا وہ اس کی نشاندہی فرما سکتے ہیں کہ اسلام کا فلاں فلاں شعبہ تشنہ ہے؟ یا فلاں فلاں مسائل

نظری، بصری میڈیا، قومی اخبارات اور لادین رسائل و مجلات بھی نہایت عیاری، ہوشیاری اور غیر محسوس انداز میں نئی نسل کو الحاد، زندقہ، اور لادینیت و دہریت کے گہرے غاروں میں دھکیلنے کی ناپاک کوششوں میں مصروف ہیں

میں اسلام اپنے ماننے والوں کی صحیح راہنمائی نہیں کرتا؟

۸:...... کیا موصوف اس کی نشاندہی فرما سکتے ہیں کہ ان کے نزدیک اسلامی قانون و دستور اور ضابطۂ حیات کی تشکیل کے کون کون سے ماخذ ہیں؟ کیا وہ قرآن، حدیث، صحابہؓ، تابعینؒ اور امت مسلمہ کے اجماع اور امت کے عملی تواتر کو اسلام سمجھتے ہیں یا نہیں؟ اگر جواب اثبات میں ہے تو پوری چودہ صدیوں کے مسلمان جس ضابطۂ حیات کی راہنمائی میں کامیاب زندگی گزارتے رہے ہیں، آج وہ ناقص و نامکمل کیسے بن گیا؟ اور اگر جواب نفی میں ہے تو کیا اس کا یہ مطلب نہیں ہوگا! کہ موصوف پوری چودہ صدیوں کی مسلم برادری کو جاہل و لاعلم اور گمراہ قرار دینے کی جسارت فرماتے ہیں؟ اور جو شخص قرآن، سنت، پیغمبر اسلام، جماعت صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، امت مسلمہ کے اجماع اور عملی تواتر کا انکار کرنے کی جسارت کرے، وہ مسلمان ہے یا کافر؟

۹:...... اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں جابجا اسی دین و مذہب، قرآن، حدیث اور اسلامی دستور حیات پر عمل کرنے والوں کو اولئک ھم الفائزون...... وہ لوگ وہی ہیں کامیاب...... اولئک ھم الراشدون...... وہ لوگ وہی ہیں نیک راہ پر...... اولئک ھم المفلحون...... وہ لوگ وہی ہیں فلاح پانے والے...... اولئک حزب اللہ...... وہ لوگ ہیں گروہ اللہ کا...... اولئک اصحاب الجنۃ...... وہی ہیں جنت میں رہنے والے...... اور رضی اللہ

عنہم و رضوا عنہ ...... اللہ ان سے راضی ہوا اور وہ اللہ سے راضی ہوئے...... کی نوید اور خوشخبری کیوں سنائی؟ کیا کبھی ناقص و نامکمل ضابطۂ حیات پر عمل کرنے والا کامیاب، نجات و فلاح یافتہ اور اللہ کی رضا اور رضوان کی نوید وخوشخبری کا مستحق قرار پا سکتا ہے؟

۱۰:...... اگر بالفرض ان کی یہ بات تسلیم کرلی جائے ...... کہ اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں ...... تو کیا ان کی یہ ہرزہ سرائی اللہ تعالیٰ اور اللہ کے آخری رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتراض کے مترادف نہیں؟ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلمانوں کو ایک ناقص و نامکمل ضابطۂ حیات کیوں دیا؟

۱۱:...... بالفرض اگر اسلام مکمل ضابطۂ حیات نہیں تھا تو کیا یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا فرض نہ تھا کہ وہ اپنی امت کو بتلاتے کہ اسلام میں فلاں فلاں جگہ نقص اور کمی ہے، اور اس کی تکمیل کے لئے فلاں فلاں دین و مذہب اور قانون و دستور سے مدد لی جائے؟ مگر دنیائے اسلام جانتی ہے کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسی کسی قسم کی کوئی نشاندہی نہیں فرمائی، تو کیا کہا جائے کہ ...... نعوذ باللہ ...... آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کے ساتھ خیانت کی ہے؟ کیا ایسا کہنا سمجھنا یا سوچنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی رسالت و نبوت کے انکار کے مترادف نہیں؟ اور جو شخص اسلام، پیغمبر اسلام، قرآن اور سنت کے خلاف ایسی فکر و سوچ رکھتا ہو وہ کیا کہلانے کا مستحق ہے؟

۱۲:...... ایک طرف حضرات صحابہ کرامؓ کی یہ گواہی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے امت کو پیدائش سے موت اور مابعد الموت تک کے ہر ہر مرحلہ میں پیش آنے والے تمام معاملات کی نشاندہی فرمائی تھی، حتیٰ کہ پیشاب، پاخانہ استنجا اور وضو کا طریقہ بھی آپ نے سکھلایا اور بتلایا ہے، دوسری طرف اسلامی نظریاتی کونسل کے چیئرمین صاحب کا دعویٰ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امت کو ناقص و نامکمل ضابطۂ حیات دے گئے۔ کیا کہا جائے کہ اسلام کی تکمیل کے سلسلہ میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جاں نثاروں کی گواہی معتبر ہے یا پندرھویں صدی کے ایک نام نہاد ملحد کی ژولیدہ فکری؟

دراصل ڈاکٹر صاحب زندگی بھر بیرونی تعلیم گاہوں اور ملحد اساتذہ کے زیر تربیت رہے ہیں جن کے الحاد و زندقہ نے ان کے قلب و دماغ میں جگہ پکڑلی ہے، اس لئے اب موصوف ان کی اسی ملحدانہ فکر سے سوچتے، ان کی آنکھوں سے دیکھتے اور انہیں کی زبان سے بولتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان کو مسلمانوں کی کوئی چیز اچھی نہیں لگتی بلکہ ان کی مغربی عینک میں ہر چیز ناقص و نامکمل نظر آتی ہے، حتیٰ کہ ان کو اسلام بھی نامکمل و ناقص دکھائی دیتا ہے، وہ نہیں چاہتے کہ کوئی مسلمان خالص قرآن و سنت پر عمل کرکے پکا سچا مسلمان کہلائے، بلکہ ان کے نزدیک اسلام اور اسلامی دستور اور قانون وہی معتبر ہے، جس پر مغرب اور مغربی آقاؤں کی مہر تصدیق ثبت ہو۔

اس کے برعکس جس دین، مذہب کی تکمیل و تتمیم پر اللہ، رسول، قرآن، حدیث، صحابہ کرامؓ، تابعینؒ، ائمہ مجتہدینؒ، اجماع امت اور پوری امت مسلمہ کے عملی تواتر کی سند موجود ہو، وہ ان کے نزدیک ناقص و نامکمل ہے، کیونکہ اس پر اساتذۂ مغرب اور ان کے نامور تلامذہ اسلم جیراجپوری، عبداللہ چکڑالوی، غلام احمد پرویز اور مرزا غلام احمد قادیانی کی سند تکمیل اور مہر تصدیق ثبت نہیں ہے۔

ب:...... موصوف ارشاد فرماتے ہیں کہ:

”اسلام میں چہرہ اور سر کا پردہ نہیں ہے۔“

ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمان کہ اسلام میں چہرہ اور سر کا پردہ نہیں ہے، یہ ان کی ذاتی رائے اور ان کے دل کے چور کی ترجمانی ہے، ورنہ قرآن، حدیث، آثار صحابہؓ اور پوری امت کا عملی تواتر اس کی نفی کرتا ہے۔

درحقیقت موجودہ دور کے لادین عناصر منصوصات شرعیہ میں شکوک و شبہات پیدا کرنے، مسلمانوں کو مادر پدر آزاد کرنے، خواتین کو کوچہ و بازار میں لانے، انہیں بے قیمت جنس بنانے، عریانی، فحاشی اور جسم فروشی کو عام کرنے کے لئے ایک منظم سازش کے تحت یہ سب کچھ کر رہے ہیں، چنانچہ بے پردگی کو رواج دینے اور پردہ جیسے حکم شرعی کو بے وزن کرنے کی آوازیں بھی انہیں طبقات کی جانب سے بلند ہورہی ہیں جنہیں خود مقدس رشتوں کا پاس نہیں ہے اور جن کے ہاں کسی کی ماں، بہن، بیٹی اور بہو کی کوئی عزت نہیں ہے، وہ جنسی بھوک مٹانے کے لئے کسی شرعی ضابطہ اور اسلامی قانون اور اخلاقیات کی پابندیوں کے قائل نہیں ہیں، وہ چاہتے ہیں کہ مغرب اور یورپ کی طرح یہاں کا معاشرہ بھی مادر پدر آزاد ہوجائے، یوں جب، جہاں اور جس سے دل چاہے اس سے سرعام جنسی تقاضا پورا کرلیا جائے۔

چونکہ شرعی لباس، حجاب اور پردہ ان کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے، اس لئے وہ بھولی بھالی عوام اور سیدھے سادے مسلمانوں کو اس ”قید“ سے آزاد کرانا چاہتے ہیں۔

بلاشبہ ملی حمیت اور دینی غیرت سب سے بڑی نعمت ہے اور یہ مسلمانوں کا طرۂ امتیاز ہے، ان کا خیال ہے کہ کسی طرح مسلمانوں سے یہ جوہر چھین لیا جائے اور انہیں بھی یہود و نصاریٰ اور دوسری بے ضمیر اقوام کی طرح بے ضمیر و بے غیرت بنادیا جائے۔

ورنہ قرآن کریم، احادیث مبارکہ، پوری امت مسلمہ کا چودہ سو سالہ تعامل، عملی تواتر اور علماء و محققین کی تحقیقات کی روشنی میں چہرہ اور سر کا پردہ واجب ہے اور اس کا ترک کرنا گناہ اور بہت سے اخلاقی و شرعی مفاسد کا ذریعہ ہے۔

(جاری ہے)

رازدارِ نبوت

شیر محمد ایاز

یہ ان دنوں کی بات ہے جب عبداللہ نے سن شعور کی دہلیز میں قدم بھی نہیں رکھا تھا، لوگوں سے الگ تھلگ مکہ کی پہاڑیوں میں بکریاں چرایا کرتے تھے، یہ بکریاں سرداران قریش میں سے عقبہ بن ابی معیط کی تھیں۔

لوگ انہیں ابن ام عبد کے نام سے پکارتے تھے جبکہ ان کا اصلی نام عبداللہ اور والد کا نام مسعود تھا۔

یہ کم سن بچہ آنے والے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق باتیں سنا کرتا تھا دل تو بہت چاہتا کہ جاکر اس نبی کی باتیں سنے جو آسمانوں سے بھی پرے دنیا کی خبریں بتاتا ہے مگر حالات کے بندھن ایسے تھے جو چپ سادھ لینے پر مجبور کردیتے، ایک دن کی بات ہے اس بچے کی نظر دو آدمیوں پر پڑی جو اسی کی طرف بڑھ رہے تھے، جب قریب پہنچے دیکھا کہ بہت باوقار چہرے ہیں اور انتہائی تھکن کے اثرات بھی چہروں سے ظاہر ہو رہے ہیں، پیاس سے ان دونوں کے حلق اور ہونٹ خشک ہوگئے ہیں، قریب آکر ان دونوں نے سلام کیا اور کہنے لگے بچے اگر برا نہ مناؤ تو ان بکریوں سے کچھ دودھ ہمیں دے دو، تاکہ پیاس کی آگ کو ہم بجھادیں، بچے نے معذرت کی اور کہا میں ایسا نہیں کرسکتا، کیونکہ یہ بکریاں میری نہیں ہیں، میں تو صرف نگرانی پر مامور ہوں، اس جواب اور امانت داری سے دونوں حضرات بہت خوش ہوئے ان میں سے ایک نے کہا: چلو ہمیں وہ بکری دکھادو، جو دودھ نہیں دیتی، بچے نے قریب ہی ایک چھوٹی سی بکری کی طرف اشارہ کیا، ایک نے آگے بڑھ کر بسم اللہ پڑھتے ہوئے اسے دوہنا شروع کردیا، بچہ قریب ہی کھڑا حیرت واستعجاب سے ان کی طرف دیکھنے لگا پہلے تو دل ہی دل میں ہنسنے لگا تھا کہ بھلا اس بکری سے یہ کیا حاصل کرسکیں گے مگر اس بچے کا کہنا ہے کہ مجھے اپنی آنکھوں پر یقین نہیں آرہا تھا، جب میں نے دیکھا کہ اس بکری سے دودھ کی دھاریں نکل رہی ہیں۔

پہلے ایک نے پیٹ بھر کر دودھ پیا پھر دوسرے نے جتنا چاہا پیا اور پھر مجھے بھی پلایا، اس بچے نے اسرار کرنا شروع کردیا کہ وہ الفاظ اسے بھی سکھادیئے جائیں جو انہوں نے بکری پر پڑھے تھے۔

اس مقدس اور بارعب چہرے والے نے کہا کہ تو بڑا مہذب بچہ ہے اور آگے چل دیئے۔

یہ تھا عبداللہ بن مسعودؓ کا ابتدائی واقعہ اسلام سے وابستگی کا اور یہ دونوں حضرات نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تھے اس بچے کی ایمانداری سے بہت خوش ہوئے تھے۔

اس کی تھوڑی مدت بعد عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوگئے اور اپنے آپ کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت کے لئے وقف کردیا، بارگاہ نبوت سے بھی شرف قبولیت کا اعزاز نصیب ہوا، سفرو حضر میں ساتھ رہنے لگے گھر میں آنے جانے پر کوئی پابندی نہیں جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم آرام فرماتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جگایا کرتے جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم باہر کہیں تشریف لے جاتے تو یہ غلام آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جوتیاں پہنانے کی کوشش کرتا، جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم گھر میں داخل ہوتے تو یہ غلام بڑھ کر جوتیاں اتارتے اپنے سینے سے چمٹاتے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عصائے مبارک اور مسواک ہاتھ میں لئے ہوتے کہ کب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی ضرورت محسوس ہو اور دوڑ کر خدمت بجالائے یہاں تک کہ رازدار نبوت پکارے جانے لگے:

نچھاور اس غلامی پر جہاں کی تاجداری ہو

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں پرورش پائی، سب سے زیادہ فیض حاصل کیا، چونکہ سایہ نبوت میں پروان چڑھے تھے اس لئے اخلاق مصطفویٰ سے متصف ہوگئے یہاں تک کہا جانے لگا کہ عبداللہ بن مسعودؓ اخلاق واطوار میں حضور علیہ السلام کے قریب ترین شخص ہیں۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے مدرسہ میں تعلیم حاصل کرنے والا یہ طالب علم کثرت قرأت قرآن اس کے معنی ومطلب کو سمجھنے اور شریعت کے جاننے میں دیگر ساتھیوں پر فوقیت لے گیا تھا بہت سے واقعات ہیں جو اس بات کی شہادت دیتے ہیں۔

چنانچہ ایک مرتبہ کوفہ سے ایک آدمی آکر حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ سے کہنے لگا کہ کوفہ میں ایک آدمی قرآن کی املاء کراتا ہے حضرت عمرؓ حسب عادت غصہ سے لال سرخ ہوگئے اور کہنے لگے تیری ہلاکت ہو وہ کون ہے؟ کہنے لگے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ، یہ سنتے ہی ان کا غصہ ایک دم ٹھنڈا ہوگیا اور گویا ہوئے کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کسی ایسے شخص کو جو اس معاملہ میں عبداللہ بن مسعودؓ سے زیادہ استحقاق رکھتا ہو۔

دل جلا

ایک صاحب بہت کنجوس تھے، گھر میں بیٹھے ہوئے ایک بار شہد سے روٹی کھارہے تھے کہ اتنے میں ان کا ایک دیہاتی دوست آگیا، ان صاحب نے جلدی سے روٹی اپنی گود میں چھپالی تاکہ وہ کھانہ سکے، دیہاتی بے چارہ، بہت بھوکا تھا، اس نے آؤ دیکھا نہ تاؤ، بغیر دعوت کے شہد کھانا شروع کردیا، انہوں نے جب یہ دیکھا کہ میرا شہد اس طرح تو ختم ہوجائے گا کسی طرح سے اسے روکنا چاہیئے، جلدی کچھ سوچتے ہوئے نصیحت آمیز انداز میں بولے: ''بغیر روٹی کے اکیلے شہد کھانا دل کو جلاتا ہے'' ان کے دوست نے شہد کا گھونٹ لیتے ہوئے مزے سے کہا: ہاں! ہاں! اس طرح شہد کھانا دل کو ضرور جلاتا ہے، لیکن میرے نہیں، تمہارے دل کو۔

مرسلہ: ابوعفیرہ خان

کچھ توقف کے بعد عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ ایک رات حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ مسلمانوں کے معاملات سے متعلق صلاح ومشورہ فرمارہے تھے میں بھی ان کے ساتھ تھا، پھر حضور علیہ السلام باہر تشریف لائے ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نکل پڑے، دریں اثنا ایک شخص مسجد نبویؐ میں کھڑا نماز پڑھ رہا تھا، حضور علیہ السلام کھڑے ہوکر کچھ دیر اس شخص کی قرأت سنتے رہے پھر ہماری طرف متوجہ ہوکر ارشاد فرمایا:

''جو شخص چاہتا ہے کہ قرآن مجید کو اس انداز سے پڑھے جس طرح وہ نازل ہوا ہے تو ابن ام عبد کی قرأت میں پڑھے۔''

پھر جب عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نماز سے فارغ ہوکر دعائیں مانگنے لگے تو سرور کائنات بھی ان کے حق میں دعا مانگنے لگے:

''یہ نصیب اللہ اکبر لوٹنے کی جائے ہے''

عمر فاروق رضی اللہ عنہ فرمانے لگے کہ میں نے دل میں سوچا فوراً جاکر عبداللہ بن مسعودؓ کو اس خوشخبری سے آگاہ کردوں جب میں صبح سویرے گیا تو دیکھا کہ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ مجھ سے سبقت کرچکے تھے، اللہ کی قسم! باوجود ہزار کوشش کے ابوبکر صدیقؓ سے بھلائی کے کاموں میں آگے نہیں بڑھ سکا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ علم کے بہت اونچے مقام پر فائز تھے، خود فرمایا کرتے تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں قرآن مجید کی کوئی آیت ایسی نہیں جس کا مجھے علم نہ ہو کہ وہ کہاں اتری، کس کے حق میں اتری، اگر میں جانتا کہ مجھ سے زیادہ کتاب اللہ کا جاننے والا زمین کے کسی حصے میں موجود ہے تو میں اس تک رسائی حاصل کرتا۔ ان کی اس بات میں ذرہ بھر بھی مبالغہ آرائی نہیں حضرت عمر رضی اللہ عنہ جیسی شخصیت بھی ان کی تبحر علمی کی معترف تھی اور بار ہا اس کا اظہار بھی فرمایا۔

علمائے حدیث کا کہنا ہے کہ پانچ صحابہؓ میں سارے صحابہ کرامؓ جتنا علم پایا جاتا تھا، وہ معاذ بن جبلؓ، موسیٰ اشعریؓ، عمر فاروقؓ، حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ اور پھر ان پانچوں جتنا علم حضرت علی کرم اللہ وجہہ اور عبداللہ بن مسعودؓ میں پایا جاتا تھا۔

حضرت عبداللہ بن مسعودؓ صرف قاری، عالم اور زاہد نہیں تھے بلکہ مجاہد اور فن سپہ گری سے بھی بخوبی واقف تھے، چشم فلک نے رزم گاہوں میں یہ منظر بار ہا دیکھا اور دنیا نے تسلیم کیا کہ ایک کامل مومن اور ولی اللہ کی ساری صفات ان کی ذات والا صفات میں بدرجہ اتم موجود ہیں۔ بایں ہمہ زمین کی پشت پر سب سے پہلے مسلمان ہیں جنہوں نے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد جہر سے قرآن پڑھا، ایک دن کا واقعہ ہے ابتدائے اسلام کا زمانہ تھا کچھ صحابہ کرام آپس میں بیٹھے باتیں کررہے تھے ایک کہنے والا کہہ رہا تھا کہ بخدا قریش مکہ نے اس قرآن کو سنا نہیں ورنہ اتنی مخالفت نہ کرتے کیا ہی اچھا ہو کہ قرآن آواز بلند پڑھ کر ان کو سنایا جائے مگر یہ کام اس زمانے میں جوئے شیر لانے کے مترادف تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ بول اٹھے کہ میں سناؤں گا انہوں نے روکا کہ ہمیں ایسا آدمی چاہئے جس کا خاندان وسیع ہو جو کم از کم دشمنوں سے اس کی حفاظت ہی کرسکیں۔ عبداللہ بن مسعودؓ نے قربانی کے جذبہ سے سرشار ہوکر فرمایا مجھے جانے دیں، اللہ تعالیٰ میری حفاظت اور حمایت کرے گا، اللہ کے سچے عاشق اور سپاہی بھلا ایسے مواقع کہاں ہاتھ سے جانے دیتے ہیں، بڑی بے چینی سے آنے والے دن کی انتظار میں رات کاٹی دوسرے دن کا سورج طلوع ہوا ہی تھا کہ

عاشق نشاط و انبساط سے سوئے حرم چل پڑا:

یہ قدم قدم قیامت یہ سواد کوئے جاناں
جسے زندگی ہو پیاری وہ یہیں سے لوٹ جائے

عبداللہ بن مسعودؓ خانہ کعبہ میں داخل ہوئے مقام ابراہیم کی طرف بڑھے اشراق کا وقت تھا قریش مکہ کعبہ کے گرد بیٹھے ہوئے تھے، اتنے میں بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کی آواز بلند ہوئی، سننے والوں نے سنا کہ پڑھنے والا سورۂ رحمٰن کی ابتدائی آیات پڑھ رہا ہے سب حیرت سے دیکھنے کے لئے کہ یہ ابن ام عبد کیا کہہ رہا ہے؟ اوہ ہلاکت ہو، یہ تو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی لائی ہوئی کتاب کا ایک جزو پڑھ رہا ہے، سب ان پر ٹوٹ پڑے اور اس عاشق زار کو مارنے لگے، وہ پڑھتا رہا جتنا ممکن ہو سکا اور بڑی مشکل سے اپنے ساتھیوں کی طرف لوٹے اس حال میں کہ خون بہہ رہا ہے وہ سب کہنے لگے کہ اسی وجہ سے تو ہم تمہیں وہاں بھیجنا نہیں چاہتے تھے، عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ فرمانے لگے:

"اللہ کی قسم! اب قریش مکہ مجھے پہلے سے زیادہ حقیر نظر آنے لگے ہیں، لہٰذا میں کل پھر جاؤں گا اور یہی عمل دہراؤں گا۔" اللہ اللہ کیا جذبہ ایمان تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ خلافت عثمان رضی اللہ عنہ تک بقید حیات رہے، اس عرصہ تک لاکھوں تشنگانِ علوم نے آپؓ سے فیض حاصل کیا، آپؓ نے بھی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے حاصل کردہ دولت دونوں ہاتھوں سے لٹائی اور اس مسند علم کا حق ادا کیا۔ عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں عبداللہ مسعودؓ اور دیگر بڑے بڑے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کوفہ تشریف لائے تھے اس لئے علمی لحاظ سے کوفہ کو بہت اہمیت حاصل ہوگئی تھی، اس موقع سے فائدہ اٹھاتے ہوئے عراق کے طالبان علم نے دامن دل کو علم و عرفان کے موتیوں سے بھرنا شروع کیا۔

اقوال زریں

☆...... جو صلح و آشتی کا ہاتھ بڑھائے، اس کا خیر مقدم خلوص و گرم جوشی سے کرو۔

☆...... امید زندگی کا لنگر ہے، اس کا سہارا چھوڑ دینے سے انسان کی کوششیں گہرے پانی میں ڈوب جاتی ہیں۔

☆...... وہ دل جس میں خلوص کا مقدس جذبہ نہ ہو، اس صدف کی مانند ہے جس میں موتی نام کی کوئی چیز نہ ہو۔

☆...... کاغذ کے سینے پر تحریر کردہ الفاظ میں مصنف کی روح برہنہ ہوتی ہے۔

☆...... آدمی جھوٹے آنسو بہا سکتا ہے لیکن سچے آنسوؤں میں وہ جھوٹ نہیں بول سکتا۔

☆...... بات کرو تا کہ پہچانے جاؤ، کیونکہ آدمی زبان کے نیچے ہی تو پوشیدہ ہے۔

☆...... دشمن کو مارنا ہو تو اس سے پیار کرو، اس کے اندر کا دشمن خود بخود مر جائے گا۔

مرسلہ: ابوزکریا لدھیانوی

شہادت عثمان غنی رضی اللہ عنہ کے بعد بہت سارے فتنوں نے جنم لیا تھا، ان میں سے اکثر اپنے آپ کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ سے منسوب کرکے اپنے حق میں روایات گھڑ لیتے تھے، اس لئے محدثین کرام نے یہ اصول وضع کیا کہ حضرت علیؓ سے منسوب روایت کی قبولیت اس شرط پر ہوگی کہ عبداللہ بن مسعودؓ کے شاگرد اس روایت کی تصدیق کریں۔

اس طرح عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کو علمی دنیا میں بہت اہمیت حاصل ہوگئی، چنانچہ بعد میں امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی فقہ کی بنیاد رکھنے میں زیادہ تر انہی پر انحصار کیا، دنیا کے ہر ذی روح کے لئے موت مقدر ہے یہ نابغہ روزگار بھی جب اپنے ایام پورے کر چکا مرض الموت نے آ لیا، تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ بھی عیادت کے لئے تشریف لائے۔

پوچھا کیا شکایت ہے؟ جواب دیا: اپنی خطاؤں کی شکایت ہے، دریافت کیا چاہتے کیا ہو؟ جواب ملا: اللہ کی رحمت، عثمان رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا تمہیں وہ عطایا نہ دوں جو کئی سالوں سے آپ نے وصول نہیں کئے؟ جواب ملا: مجھے ان کی حاجت نہیں۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ گویا ہوئے "تمہاری ان بچیوں کے لئے جنہیں چھوڑ کر جا رہے ہو مجھے خوف ہے کہیں فقر و فاقہ کا شکار نہ ہو جائیں۔"

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے ان سے کہہ رکھا ہے کہ ہر رات سونے سے قبل سورۂ واقعہ پڑھ لیا کریں۔"

کیونکہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ارشاد فرماتے سنا ہے کہ: "جو شخص ہر رات سورۂ واقعہ پڑھ لیا کرے، وہ کبھی فقر و فاقہ کا شکار نہیں ہوگا۔"

جب رات ہوئی تو عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ اپنے مالک حقیقی سے جا ملے، اس حال میں کہ زبان پر اللہ کا ذکر جاری تھا اور قرآنی آیات پڑھ رہے تھے: انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سب کہاں کچھ لالہ و گل میں نمایاں ہوگئیں
خاک میں کیا صورتیں ہوں گی کہ پنہاں ہوگئیں
مقدور ہو تو خاک سے پوچھوں کہ اے لئیم
تو نے وہ گنج ہائے گرانمایہ کیا کئے

☆☆......☆☆

جب تک بادشاہوں اور حکمرانوں میں اخلاص وللّٰہیت،

انصاف کے لئے امرا کے دروازوں پر بھیک مانگنے کی روایت پڑ گئی، فریاد رسی کے لئے وقت کے حاکموں کے دروازے رعایا کے لئے بند ہوگئے تو

تھیں، وہ اس مقدار کی نہیں کہ اس سے ایک پورا کرتہ تیار ہوسکے، آپ کے پاس یہ زائد کپڑا کہاں سے آیا؟ اس کا حساب دو!

حضرت عمرؓ اس کو جیل نہیں بھیجتے، اسے ڈانٹتے

اربابِ اقتدار...... ماضی وحال کے آئینہ میں!

مفتی شاہ فیصل برکی

عدل وانصاف اور غریب پروری کا جذبہ موجود تھا اور وہ رعایا کا خیال رکھتے تھے، ان میں غریبوں، ناداروں محتاجوں، یتیموں اور بیواؤں کی چوکھٹوں پر جانے کی صفت موجود تھی، صرف اور صرف اللہ پر ان کا بھروسہ تھا اور ہر قسم کی قوت اور طاقتوں سے بے نیاز تھے، اس وقت تک زمین پر انوارات کی بارشیں برستی تھیں، یہ سرزمین، عدل و انصاف کے مرکز کا نقشہ پیش کرتی تھی، فتوحات کی بھرمار اور نعمتوں سے مالا مال تھی، یتیم، تنگدست اور غرباء وقت کے حاکموں کے بارے میں اپنی دعاؤں میں بخل سے کام نہیں لیتے تھے، قوموں میں یکجہتی تھی، انصاف عدالتوں میں نہیں بلکہ دہلیز پر ملتا تھا، اسلام اور مسلمانوں کی سربلندی تھی، دنیا پر حاکمیت کا استحقاق صرف مسلمانوں کو حاصل تھا، مگر جب سے یہ صفات حکمرانوں اور بادشاہوں میں ناپید ہوگئیں، قوموں کے سیاہ وسفید کے مالک نااہل لوگ بن گئے تو زمین کا حلیہ بگڑ گیا، عدل وانصاف کی جگہ جوروستم نے لی، ظلم وبربریت عام ہوگئی، مسلمان قومیں فاتح بننے کے بجائے مفتوح اور مغلوب ہوگئیں، غریبوں اور ناداروں میں حکام وقت کے خلاف نفرت کی آگ بھڑکنے لگی، قومیں اختلافات کا شکار ہوگئیں، طلب

تاریخی نقشے تبدیل ہوگئے، مسلمانوں کی وہ زرین تاریخ جن کو لکھتے ہوئے مورخ کا قلم بھی جھوم جاتا تھا، افسانوں میں تبدیل ہوگئی، یہ ایک حقیقت ہے، جو آشکارا ہونا چاہتی ہے، آیئے ہم ان بادشاہوں، سلاطین اور حکمرانوں کا تاریخ کے تناظر میں موازنہ کرتے ہیں، تاریخ ہمیں بتاتی ہے کہ:

کسی وقت قوم کے امرا اور حاکموں کے احتساب کا یہ عالم تھا کہ: حضرت عمرؓ جیسے جلیل القدر صحابی اور خلیفہ وقت منبر پر خطبہ دینے کے لئے کھڑے ہوتے ہیں فرماتے ہیں: ''اسمعوا واطیعوا '' (سنو اور اطاعت کرو) تو مجمع سے ایک معمولی شخص اٹھ کھڑا ہوتا ہے اور کہتا ہے کہ: ''لانسمع ولانطیع '' (نہ ہم سنتے ہیں اور نہ اس وقت تک ہم تیری فرمانبرداری کریں گے جب تک کہ تو احتساب کے میزان پر اپنے آپ کو نہ تول لے)۔

احتساب کس بات کا؟ صرف اس بات کا کہ: اے خلیفہ وقت آپ کے بدن پر جو کپڑا ہے، یہ مال غنیمت کا ہے اور اس سے آپ نے کرتہ تیار کروایا ہے، حالانکہ ہمیں جو کپڑا اور جو چادریں ملی

نہیں بلکہ یوں فرماتے ہیں کہ اس کا جواب میرا بیٹا عبداللہ دے گا، اتنے میں حضرت عبداللہ بن عمرؓ اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ مال غنیمت سے ایک چادر مجھے ملی تھی اور ایک میرے والد حضرت عمرؓ کو، دونوں کو ملا کر یہ کرتہ تیار ہوا ہے، جو میرے والد کے بدن پر ہے، تب اس شخص نے کہا کہ اب فرمایئے جو کچھ کہنا چاہتے ہیں کہئے، یہ تھا انداز احتساب کہ ایک ایسا خلیفہ جن کو لاکھوں مربع میل پر حکومت حاصل تھی، وہ احتساب سے بالا نہیں تھا، لیکن کیا شان ہے، آج کے حکمرانوں کی؟ کہ اگر خدانخواستہ وہ ایک چھوٹے سے علاقہ کے حکمران بن جائیں تو بلا مبالغہ پوری رعایا میں سب سے زیادہ کرپٹ یہی حکمران ہوتے ہیں، چنانچہ ان کے ذکر سے تاریخ شرماتی ہے، مورخ کا قلم مارے شرم کے پانی پانی ہوجاتا ہے، کیونکہ ہماری مینڈیٹ راتوں رات فنا کے گھاٹ اتر جاتا ہے، کل کا وزیراعظم آج غداری اور چوری کی بدولت اسیراعظم ہوتا ہے۔

کسی زمانے میں حاکموں اور امراء کی پامردی وثابت قدمی کا یہ عالم تھا کہ زمانہ بدل جاتا

ختم نبوت کا سپاہی

ختم نبوت کی حفاظت میرا جزو ایمان ہے، جو شخص بھی اس ردا کو چوری کرے گا، جی نہیں چوری کا حوصلہ کرے گا، میں اس کے گریبان کی دھجیاں پھاڑ دوں گا، میاںؐ (حضور کو شاہ جی میاں کہا کرتے تھے) کے سوا کسی کا نہیں، نہ اپنا نہ پرایا، میں انہی کا ہوں، وہی میرے ہیں...... جس کے حسن و جمال کو خود رب کعبہ نے قسمیں کھا کھا کے آراستہ کیا ہو ان ؐ کے حسن و جمال پر نہ مرمٹوں، تو لعنت ہے مجھ پر اور لعنت ہے ان پر، جو ان کا نام تو لیتے ہیں، لیکن سارقوں کی خیرہ چشمی کا تماشا دیکھتے ہیں۔

(سیّد عطاء اللہ شاہ بخاریؒ)

مگر وہ نہ بدلتے، حضرت عمرؓ نے ایک صحابی کو غالباً یمن کا گورنر مقرر کیا اور کچھ عرصہ بعد حضرت عمرؓ یمن تشریف لے گئے، فرمایا کہ میں آپ کے گھر کا معائنہ کرنا چاہتا ہوں، جب خلیفہ وقت اس گورنر کی جھونپڑی میں تشریف لے گئے، تو وہاں سوائے تین چیزوں کے کچھ نہ ملا (۱) قرآن مجید، (۲) مصلی، (۳) اور لوٹا، خلیفہ وقت نے فرمایا: زمانہ بدلا مگر آپ نہ بدلے، لیکن افسوس کہ اب تصویر کا دوسرا رخ دیکھنے کے لئے لائق ہی نہیں ہے، اس لئے کہ حکمران آج کے دور میں دنیا بدلنے سے پہلے ہی بدل جاتے ہیں کہ کرسی اقتدار پر بیٹھتے ہی ان کی زندگیوں میں انقلاب کی رفتار عیش پرستی اور ہوس پرستی کی طرف تیز سے تیز تر ہوتی جاتی ہے، چنانچہ جو حکمران اقتدار سے پہلے ایک مکان کے مالک تھے، اب وہ محلات میں رہنے کے نسبی وارث بن جاتے ہیں، پہلے جن کی ایک فیکٹری تھی، اقتدار کی برکت سے وہ درجنوں کارخانوں کے مالک بن گئے۔

کسی وقت امرأ کے رعب و دبدبے کا یہ عالم تھا کہ دریائے نیل بھی ان کے خط سے جاری ہو جاتا تھا، لیکن افسوس کہ مورخ کا قلم اس فرسودہ باب کے لکھنے پر بھی مجبور ہو گیا کہ اب بادشاہان وقت کے ظلم وستم اور ناانصافیوں کی بدولت دریاؤں کی سطح کم سے کم ہوتی جارہی ہے، قحط پر قحط کے عذاب آرہے ہیں، بحرانوں اور طوفانوں سے دوچار ہونا پڑ رہا ہے، جب حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ کا دور تھا تو امن و امان کا یہ عالم تھا کہ بھیڑیے اور بکریاں یکجا چرتی تھیں، جس دن بھیڑیے نے بکری کاٹ ڈالی تو بدو چرواہے کو یقین ہو گیا کہ امن کا وہ پیکر دنیا میں نہ رہا، جس کی موجودگی میں بھیڑیے کو بھی امن بگاڑنے کی جرأت نہیں ہوتی تھی، مگر اے کاش کہ اس کے حکمرانوں نے امن و امان کا ایسا خون کیا ہے کہ ان کے دور حکومت میں بھیڑیے اور بکری تو کیا ایک انسان دوسرے انسان سے محفوظ نہیں بلکہ مسلمان اپنے مسلمان بھائی کے خون سے ہاتھ رنگے ہوئے ہیں، گلی کوچے میں مظلوموں کی سسکیاں سنائی دے رہی ہیں، نہ عزت محفوظ نہ عفت محفوظ، نہ مال محفوظ نہ دولت محفوظ، خدا جانے آنے والی قومیں ہماری اس تاریخ کو پڑھنے کے لئے کہاں سے حوصلہ تلاش کریں گی۔

کسی زمانے میں بادشاہوں اور حکمرانوں میں اخلاص وللّٰہیت اور خدا پرستی وعبادت گزاری کا ایسا جذبہ تھا کہ جب خواجہ خواجگان سید قطب الدین بختیار کاکیؒ وفات پاتے ہیں تو وصیت کرتے ہیں کہ میرا جنازہ صرف وہ شخص پڑھائے جس میں یہ تین صفات موجود ہوں (۱) عمر بھر تکبیر اولیٰ فوت نہ ہوئی ہو، (۲) عمر بھر تہجد کی نماز فوت نہ ہوئی ہو، (۳) زندگی میں کبھی غیر محرم پر نظر نہ پڑی ہو، دہلی میں جنازہ رکھا ہے اعلان پر اعلان ہوتے ہیں لیکن لاکھوں کی تعداد میں موجود لوگوں اور انسانوں کے ٹھاٹھیں مارتے سمندر سے کوئی ایک شخص بھی ایسا نہیں نکلتا، جو اس معیار پر پورا اتر سکے، بالآخر مجبوراً بادشاہ وقت سید قطب الدین التمش کو آگے آنا پڑتا ہے وہ آکر پہلے خواجہ صاحب کی پیشانی پر بوسہ لیتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اے خواجہ قطب الدین کاکیؒ مجھے آپؒ سے شکوہ ہے کہ آپؒ نے میری زندگی کے اس راز کو افشاء کر دیا، جس کو ظاہر کرنے کے لئے میں اپنی زندگی میں کبھی تیار نہ تھا، یہ تینوں صفات بادشاہ وقت قطب الدین التمش میں ہی موجود تھیں، چنانچہ بادشاہ وقت نے جنازہ پڑھایا۔

وہ بادشاہ اخلاص کا کیسا سرچشمہ ہوگا، اور اس کے دل میں خوف خدا کا کیا عالم ہوگا؟ ریاضت و

مجاہدے کی کیا کیفیت ہوگی؟ عبادت گزاری کا کیا نمونہ ہوگا؟ لیکن افسوس کہ تاریخ کے ماتھے پر یہ داغ اب ثبت ہو چکا ہے کہ آج اگر ایسے لوگوں کو تلاش کیا جائے کہ جنہوں نے زندگی بھر نماز نہ پڑھی ہو، تہجد اور نماز کے مفہوم سے بھی واقف نہ ہوں بلکہ رقص و سرور کی مجلسیں سجاتے ہوں تو ہمارے اس دور کے حکمران ان صفات سے متصف نظر آئیں گے۔

کسی دور میں بادشاہوں کی علم دوستی کا یہ عالم تھا کہ اورنگزیب عالمگیر ہندوستان کے پانچ سو علماء کو جمع کر کے عدالتوں کی سہولت کی خاطر فتاوی عالمگیری جیسی عظیم الشان کتاب لکھواتے تھے، مگر آج کے حکمرانوں کا یہ حال ہے کہ عدالتوں کے لئے بنا بنایا آئین امریکا اور یورپی ممالک سے لاتے ہیں، دینی مدارس و مساجد کو گرانا ان لوگوں کا محبوب مشغلہ ہے وہ لاؤڈ اسپیکر میں اذان دینے پر پابندی لگانے پر فخر محسوس کرتے ہیں۔

کبھی بادشاہانِ وقت ایسی مساجد تعمیر کرواتے تھے کہ جن پر مسلمان فخر کرتے تھے لیکن حالات کی ستم ظریفی دیکھئے کہ اب معاملہ ہی بالکل برعکس ہوگیا کہ آج کے حکمران مساجد و مدارس میں جوتوں سمیت داخل ہونے میں کسی قسم کی عار محسوس نہیں کرتے، یہی وجہ تھی کہ پہلے مسلمان کوہ ہمالیہ کو سہارا دیتے تھے، لیکن آج کے حکمران خود بے سہارا کھڑے ہیں، کبھی مسلمانوں کی عظمت و جلال سے قیصر و کسریٰ کی عمارتوں میں دراڑیں پڑتی تھیں، مگر آج خود مسلمانوں کی بنیادیں زمین بوس ہوتی جارہی ہیں، کبھی مسلمانوں کے فیصلے قرآن وسنت کی روشنی میں ہوا کرتے تھے، آج ان سے اپنے آئین کے نفاذ کا اختیار بھی چھن چکا ہے، کبھی وہ جہاد کے ذریعہ قوموں کو مسخر کرتے تھے اور آج ہم جیتی ہوئی جنگیں راتوں رات امریکا جا کر ہار جاتے ہیں، کبھی مسلمانوں بادلوں کے اندر سے بارش دیکھتے تھے، آج خود مسلمانوں پر مظالم کی بارشیں برستی ہیں، کبھی مسلمان دریاؤں کی موجوں سے لڑتے تھے، آج ان دریاؤں سے مسلمانوں پر میزائل برسائے جارہے ہیں، لیکن مسلمان ساحل سے تماش بین کا کردار ادا کررہے ہین، کبھی مسلمان تہذیب دنیا میں ایک نمونہ تھے، اور آج خود اپنی تہذیب کو پس پشت ڈال کر دوسروں سے بھیک مانگنے کے عادی بن چکے ہیں، کسی دور میں ہم قرآن وحدیث کی تعلیمات کی روشنیوں میں اپنے لئے راہ متعین کرتے تھے اور آج سائنس اور مغرب کے تابعدار بن کر اندھیروں میں بھٹک رہے ہیں۔

دنیا بھر کے مسلمانوں اور اربابِ اقتدار کو صحیح سوچ اور غور و فکر کی زحمت گوارا کر کے ماضی اور حال کا موازنہ کرنا چاہئے اور پھر اپنے مستقبل کے لئے لائحہ عمل طے کرنا چاہئے اور مستقبل کو تبدیل کرنے کا عزم کرنا چاہئے، کیونکہ ذلت جب آتی ہے تو کسی کو صدا نہیں دیتی ہے، غلامی کی زنجیریں خود بخود بھی نہیں ٹوٹتیں، سر فخر سے خود بلند نہیں ہوتے، اپنے لئے عزت کی زندگی کی تعمیر خود کرنی پڑے گی، کہ یہ آپ کا ہی ورثہ ہے، آزادی کا تاج اپنے سروں پر خود ہی سجانا ہوگا کہ یہ آپ کی شان ہے، سروں کو فخر سے بلند کرو کہ یہ مسلمانوں کا مقام اور معیار ہے، اس مقصد میں کامیابی کے لئے ضروری ہے کہ ہم مسلمان اپنی حالت زار پر غور و فکر کر کے اپنے حال پر رحم کھائیں، اپنے اعمال درست کریں اور اپنے حکمرانوں کے اعمال بھی درست کرنے کے لئے سعی اور جدوجہد کریں، تاریخ شاہد ہے کہ جب امراء اور حکمرانوں کے قبلے غلط رخ اختیار کر جاتے ہیں تو مشکل سے ہی درست سمت کا تعین ہوتا ہے، لہٰذا ہم اپنے لئے عادل اور منصف حکمرانوں کا انتخاب کریں، ورنہ پھر یاد رکھیں کہ داستان تک نہ ہوگی ہماری داستانوں میں اور کف افسوس کے علاوہ کچھ بھی ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا، اب وقت آگیا ہے کہ مصیبتوں کے نازل ہونے سے پہلے ہی ہم اس کا سدباب کریں، اگرچہ اب تو بلا نازل ہوچکی ہے مگر رحمت خداوندی سے بعید نہیں ہے کہ وہ ہماری اخلاص سے بھرپور جدوجہد کو دیکھ کر ہمارے ساتھ رحم کا معاملہ فرمائیں:

یا رب دل مسلم کو وہ زندہ تمنا دے
جو قلب کو گرما دے جو روح کو تڑپا دے

☆☆..........☆☆

علماء کرام کیلئے خصوصی پیشکش

علماء کرام کے اہل خانہ کے لئے ہمارے ہاں سے زیورات کی خریداری پر کسی بھی قسم کی گھڑائی جڑائی نہیں لی جائے گی مزید بصورت واپسی اصل سونے کی قیمت جب چاہیں واپس حاصل کریں

خادم علماء حق: حاجی الیاس غنی عنہ

سنارا جیولرز

ائمہ مساجد بھی اس پیشکش سے فائدہ اٹھائیں

صرافہ بازار میٹھادر کراچی نمبر 2 فون: 2545080-2545805

قندِ مکرر

قسط نمبر ۳

قادیانیوں کے اعتراضات کا اجمالی جواب

مولانا اللہ وسایا

سوال:...... مرزایا مرزائی نواز طبقہ عموماً یہ اعتراض کرتے ہیں کہ مرزائیوں کے ساتھ شدت نہیں ہونی چاہئے، حضور علیہ السلام نے ہمیشہ اپنے دشمنوں سے درگزر کیا تو اب حضور علیہ السلام کی سنت کا تقاضا یہ ہے کہ آپ کے دشمنوں سے درگزر کیا جائے نہ کہ ان کے ساتھ شدت برتی جائے۔

جواب:...... ایک ہے اپنی ذات، ایک ہے دین، اپنی ذات کے لئے شدت کی بجائے درگزر کرنی چاہئے، مگر دین کے لئے شدت بعض اوقات لازم ہوجاتی ہے، حضور علیہ السلام اگر اپنے دشمنوں کو معاف کردیتے تھے تو یہ آپ کی ذات کا مسئلہ تھا چونکہ حضور علیہ السلام کی ذات ہمارے لئے دین کا حصہ ہی نہیں، بلکہ سراپا دین ہے اور دین کے معاملہ میں درگزر کرنا مداہنت ہے، اس لئے ہمارے نزدیک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دشمنوں کے مقابلہ میں ''اشداء علی الکفار'' کا نمونہ بننا چاہئے،

مولانا انور شاہ کشمیریؒ فرمایا کرتے تھے کہ جس طرح حضور علیہ السلام کے ساتھ محبت رکھنا، ایمان کی نشانی ہے، اسی طرح حضور علیہ السلام کے دشمن کے ساتھ بغض رکھنا یہ بھی ایمان کی نشانی ہے، اب آیئے اس طرف کہ آیا کبھی صحابیٔ رسولؐ کے سامنے کسی بدبخت نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین کی ہو۔ (نعوذ باللہ) اور صحابی رسول نے اسے برداشت کرلیا ہو، پوری اسلامی تاریخ میں اس کی مثال نہیں ملتی، اس کے برخلاف یہ تو ہے کہ کسی صحابی رسولؐ نے اپنی جان جوکھوں میں ڈال کر حضور علیہ السلام کی عزت کا تحفظ کیا، اسلامی تاریخ میں یہ واقعہ بھی بڑے سنہری حروف سے لکھا جائے گا کہ ایک دفعہ ایک صحابی رسولؐ کو پھانسی پر لٹکایا جارہا تھا تو کفار نے اس سے کہا کہ کیا تو اس بات کو پسند کرتا ہے کہ تجھے چھوڑ دیا جائے اور تیری جگہ تیرے نبی کو پھانسی پر لٹکا دیا جائے۔ (نعوذ باللہ) تو جواب میں صحابی رسولؐ نے فرمایا کہ ''پھانسی پر لٹکایا جانا تو درکنار اگر مجھے یہ کہہ دیا جائے کہ ہم تجھے چھوڑ دیتے ہیں اور تیری جگہ تیرے نبیؐ کو کانٹا چبھودیتے ہیں، تو میں پھانسی پر لٹکنا گوارا کرلوں گا، لیکن اپنے نبی کو کانٹا چبھنا گوارا نہیں کرسکتا۔''

نیز اس کے علاوہ تبلیغی نصاب کے صفحہ ۱۷۰ پر ہے کہ جب عروہ بن مسعود ثقفی نے حضور علیہ السلام سے کہا کہ ''میں آپ کے ساتھ اشراف کی جماعت نہیں دیکھتا، یہ اطراف کے کم ظرف لوگ تمہارے ساتھ ہیں، مصیبت پڑنے پر سب بھاگ جائیں گے'' حضرت ابوبکر صدیقؓ پاس کھڑے ہوئے تھے، یہ جملہ سن کر غصہ میں بھر گئے اور ارشاد فرمایا: ''تو اپنے معبودلات کی پیشاب گاہ کو چاٹ، کیا ہم حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے بھاگ جائیں گے اور آپ کو چھوڑ دیں گے'' نیز اس کے علاوہ معارف القرآن ج:۸، ص:۴۰۰ سورۂ ممتحنہ کی پہلی آیت کا شانِ نزول بیان کرتے ہوئے، مولانا مفتی محمد شفیعؒ نے بخاری شریف ج:۲، ص:۵۶۸ اسی طرح بخاری شریف ج:۱، ص:۴۲۲ کتاب المغازی کے حوالے سے لکھا ہے کہ مکہ مکرمہ کی ایک مغنیہ عورت سارہ نامی مدینہ منورہ میں آئی ہوئی تھی جب وہ مدینہ سے جانے لگی تو حضرت حاتم بن ابی بلتعہ نے اسے کفار کے نام ایک خط دیا جو حضور علیہ السلام کے مکہ مکرمہ پر خفیہ حملہ کرنے کے ارادہ پر مشتمل تھا۔ حضور علیہ السلام نے حضرت علی، حضرت زبیر بن عوام رضی اللہ عنہما حضرات کو حکم دیا کہ سارہ کے پاس ایک خفیہ خط ہے جو وہ مکہ لے جارہی ہے، وہ تمہیں روضہ خاخ پر ملے گی، حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے گھوڑوں پر بیٹھ کر اس کا تعاقب کیا، ٹھیک وہ ہمیں اسی مقام پر ملی، جس مقام پر حضور علیہ السلام نے حکم فرمایا تھا، ہم نے عورت کو کہا کہ خط دو اس نے انکار کیا کہ میرے پاس کوئی خط نہیں۔ حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ ہم نے دل میں سوچا کہ حضور کا فرمان غلط نہیں ہوسکتا، خط ضرور اس کے پاس ہے یہ جھوٹ بول رہی ہے ہم

نے اس کے اونٹ کو بٹھا کر اس کی تلاشی لی مگر خط نہ ملا، ہم نے اسے کہا کہ خط دیدو ورنہ تیرے کپڑے پھاڑ کر خط لے لیں گے، اس پر گھبرا کر اس نے خط دیدیا باقی تفصیل معارف القرآن میں دیکھی جاسکتی ہے۔ لہٰذا بعض موقعوں پر نرمی اور درگزر کی بجائے سختی ضروری ہوتی ہے۔

سوال:...... کیا عیسیٰ علیہ السلام جب دوبارہ دنیا میں تشریف لائیں گے تو اس سے ختم نبوت کی مہر ٹوٹ جائے گی؟ ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی ہے؟ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے مسلم شریف کی روایت کے مطابق تین دفعہ فرمایا کہ عیسیٰ نبی اللہ تشریف لائیں گے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کے بعد نبی اللہ کا تشریف لانا یہ ختم نبوت کے منافی ہے؟

جواب:...... عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری اور مرزا قادیانی کے دعویٰ نبوت میں زمین وآسمان کا فرق ہے، اور ان دونوں باتوں کو باہم خلط ملط کرنا انصاف کا خون کرنا ہے کہ خاتم النبیین کا تقاضا مفہوم ومعنی یہ ہے کہ رحمت عالم ﷺ کے بعد کوئی شخص نبی یا رسول نہیں بنایا جائے گا، نبوت ورسالت کسی کو نہیں ملے گی، بخلاف عیسیٰ علیہ السلام کے کہ وہ حضور علیہ السلام سے پہلے کے نبی ہیں اور رسول ہیں، ان کو آپؐ سے پہلے نبوت اور رسالت مل چکی ہے، اس لئے ان کی تشریف آوری ختم نبوت کے منافی نہیں۔ (کشاف، تفسیر ابن سعود، روح المعانی، مدارک شرح، مواہب لزرقانی) میں ہے۔

یعنی آخر الانبیاء ہونے کے معنی یہ ہیں کہ حضور علیہ السلام کے بعد کوئی شخص نبی نہ بنایا جائے گا، جبکہ عیسیٰ علیہ السلام ان نبیوں میں سے ہیں جن کو منصب نبوت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے عطا کیا جاچکا ہے، اس سے یہ بات واضح ہوگئی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی شخص نئے سرے سے منصب نبوت پر فائز نہیں ہوسکتا نہ نیا نہ پرانا، اور نہ آپ ﷺ کے بعد وحی نبوت کسی کو ہوسکتی ہے، نہ پرانے احکام سے متعلق اور نہ نئے احکام کی بابت۔ اب مرزا قادیانی کے کیس پر غور کریں کہ اس نے چودھویں صدی میں نبوت کا دعویٰ کیا تو اس کا دعویٰ نبوت رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے خاتم النبیین ہونے کے بعد ہے، لہٰذا یہ نہ صرف غلط بلکہ ختم نبوت کے منافی ہے، مرزا قادیانی کا دعویٰ نبوت کرنا آنحضرتؐ کے ارشاد کے مطابق کہ جو شخص میرے بعد دعویٰ کرے گا، دجال وکذاب ہوگا، یہ دجل وکذب پر مبنی ہے، یہ ہر دو علیحدہ علیحدہ امر ہیں، ان کو باہمی خلط ملط نہیں کیا جاسکتا۔

سوال:...... عیسیٰ علیہ السلام دوبارہ تشریف آوری کے بعد نبی ہوں گے یا نہ؟ اگر ہوں گے تو پھر یہ ختم نبوت کے خلاف ہے اگر نبی نہ ہوں گے تو پھر کیا وہ نبوت سے معزول ہوجائیں گے؟

جواب:...... عیسیٰ علیہ السلام کی دوبارہ تشریف آوری بحیثیت حضور علیہ السلام کے امتی اور خلیفہ کے ہوگی یعنی امت محمدیہ کی طرف نبی بن کر تشریف نہ لائیں گے کیونکہ وہ صرف بنی اسرائیل کے نبی تھے، جس پر قرآن شریف کی آیت:

”ورسولا الی بنی اسرائیل“

(۴۹:۳)

دلالت کرتی ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کافہ وعامہ کے بعد عیسیٰ علیہ السلام کی یہ ڈیوٹی ختم ہوگئی اس سے وہ صرف امتی اور خلیفہ ہوں گے۔ (بخاری شریف ج:۱ ص:۴۹۰، مسلم شریف ج:۱ ص:۸۸) پر ہے کہ: ”ان ینزل فیکم عیسیٰ ابن مریم حکماً مقسطاً“ اور ابن عساکرؒ میں ہے: ”الا انه خلیفتی فی امتی من بعدی“ کہ میری امت میں میرے خلیفہ ہوں گے تشریف آوری کے وقت وہ امت محمدیہ کی طرف نبی اور رسول بن کر تشریف نہ لائیں گے، بلکہ خلیفہ وامام ہوں گے، اس لئے ان کی تشریف آوری سے ختم نبوت کی خلاف ورزی لازم نہ آئے گی۔ باقی رہا یہ کہ کیا وہ نبوت سے معزول ہوجائیں گے، یہ بھی غلط ہے وہ نبوت سے معزول نہ ہوں گے بلکہ دوبارہ تشریف آوری کے بعد نبی اللہ ہونے کے باوجود ان کی ڈیوٹی بدل جائے گی جیسے پاکستان کے صدر مملکت اس وقت پاکستان کے سربراہ ہیں اگر وہ برطانیہ تشریف لے جائیں تو صدر مملکت پاکستان ہونے کے باوجود برطانیہ تشریف آوری پر ان کو برطانیہ کے قانون کی پابندی لازم ہے حالانکہ وہ صدر مملکت ہیں، مگر وہاں جاکر ان کی حیثیت صدر مملکت ہونے کے باوجود مہمان کی ہوگی، اسی طرح حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنے زمانہ میں جوان کی نبوت کا پیریڈ تھا اس میں وہ نبی تھے، کل جب وہ حضور علیہ السلام کی امت میں تشریف لائیں گے تو نبی ہونے کے باوجود حضور علیہ السلام کے زمانہ نبوت میں ان کی حیثیت امتی وخلیفہ کی ہوگی، اب وہ نہ نبوت سے معزول ہوئے نہ ان کے تشریف لانے سے ختم نبوت پر حرف آیا۔

سوال:...... عیسیٰ علیہ السلام جب تشریف لائیں گے کس شریعت پر عمل کریں گے، اپنی شریعت پر یا حضور علیہ السلام کی شریعت پر؟

جواب:...... حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد امتی ہونے کی حیثیت سے ہے تو ظاہر ہے کہ وہ حضور علیہ السلام کی شریعت پر عمل کریں گے، اس لئے ہمارے عقائد کی کتابوں میں ہے: ”یحکم بشرعنا لا بشرعه“ کہ وہ ہماری یعنی امت محمدیہ

کی شریعت کے مطابق عمل کریں گے اور خود بھی عمل پیرا ہوں گے نہ کہ اپنی شریعت پر۔

سوال:...... کیا وہ شریعت محمدیہ آ کر کسی سے پڑھیں گے یا ان کو وحی ہوگی تو وحی کا دروازہ بند نہ ہوا؟

جواب:...... نبی دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں ہوتا نبی کی تعلیم وتبلیغ خود اللہ رب العزت فرماتے ہیں۔

مرزا قادیانی کے جھوٹے ہونے کی ایک یہ بھی دلیل ہے کہ وہ ایک نہیں کئی استادوں کے شاگرد تھے، جن میں مولوی فضل الٰہی ،مولوی فضل احمد اور گل علی شیعہ بطور خاص مشہور ہیں، جیسا کہ (سیرت احمدیہ ج:۱، ص:۲۵۱ تریاق القلوب وغیرہ) میں مذکور ہے۔

نبی دنیا میں کسی کا شاگرد نہیں ہوتا، اسلامی تعلیمات اور دیگر کتب کی رو سے تو یہ ممکن ہے کہ ایک نبی دوسرے نبی سے بحکم و بمصلحت خداوندی چند خاص امور کی تفسیر وضاحت کے لئے جائے مگر ایک نبی دنیا میں کسی غیر نبی کے دروازہ پر علم کی تحصیل کے لئے جائے تو اس سے بڑھ کر نبی اور نبوت سے بڑھ کر اور کوئی نہیں ہوسکتا۔

مرزا قادیانی کا دوسروں کے دروازوں پر تحصیل علم کے لئے زانوئے تلمذ طے کرنا اس کے جھوٹے ہونے کے لئے کافی ہے اور مختاری کے امتحان میں فیل ہونا اس کی عزت میں اضافہ نہیں کرتا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام چونکہ اللہ کے نبی ہیں وہ دوبارہ نازل ہو کر کسی سے قرآن کریم وحدیث یا شریعت محمدیہ کی تعلیم حاصل کریں ، یہ ناممکن اور ہمارے عقائد کے خلاف ہے، ان کے لئے قرآن کریم وسنت کی تعلیم کا اللہ کی طرف سے ہونا خود قرآن کریم میں مذکور ہے:

"واذ علمتک الکتاب والحکمۃ." (آل عمران، رکوع:۵)

باقی رہا یہ سوال کہ کیا ان پر وحی نازل ہوگی تو جناب ان پر وحی نبوت نہ ہوگی وحی نبوت کا دروازہ امت محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم پر بند ہے تو پھر ان کو شریعت محمدیہ کا علم کیسے ہوگا، اس کا اہتمام اللہ رب العزت کے ذمہ ہے، اس اہتمام اور ان کی تعلیم کے لئے وحی نبوت نہ ہوگی بلکہ الہام کشف مبشرات القاء علم لدنی ہے بے شمار قدرت کے ذرائع ہیں، جن کے ذریعہ اللہ رب العزت ان کو شریعت محمدیہ کی تعلیم کا اہتمام فرمادیں گے، قادیانی بے فکر رہیں نہ وحی نبوت کی ضرورت ہے نہ کسی کے دروازہ پر زانوئے تلمذ طے کرکے نبوت کو مذاق بنانے کی قدرت کی طرف سے اس کا اہتمام ہوگا، قرآن کریم میں صراحتاً ہے کہ وحی نبوت کے علاوہ اور بھی وحی کے اقسام ہیں، مثلاً:

"واذ اوحینا الی ام موسیٰ"
(سورۂ طٰہٰ، رکوع:۲)

یا جیسے:"واوحینا الی النحل"

ظاہر ہے کہ ام موسیٰ کی طرف یا نحل کی طرف وحی ہونے کے باوجود وہ وحی نبوت نہ تھی پس قرآن کریم کی ان آیات سے ثابت ہوا کہ وحی نبوت کے علاوہ بھی وحی ہے۔

سوال:...... قادیانی کہتے ہیں کہ آپ کے عقیدہ کے مطابق جب عیسیٰ علیہ السلام نازل ہوں گے تو وہ زمین پر فرشتوں کے ذریعہ آئیں گے اور پھر مینار سے آگے ان کے لئے سیڑھی لائی جائے گی، کیا جو خدا ان کو مینار تک لایا ہے وہ صحن تک لانے پر قادر نہیں؟

جواب:...... قدرت و حکمت میں فرق سمجھیں، قدرت علیحدہ چیز ہے، حکمت علیحدہ چیز ہے، اللہ تعالیٰ ان کو صحن پر لانے پر بھی قادر ہیں یہ قدرت کے خلاف نہیں، مگر حکمت اسی میں ہے کہ ان کو مینار تک تو فرشتوں کے ذریعہ لایا جائے، آگے مسلمان ان کو خود سیڑھی لے کر مینار سے اتاریں، اس میں دو حکمتیں نظر آتی ہیں۔

مشکوٰۃ شریف صفحہ ۵۳۷ باب المعجزات کی متفق علیہ روایت کے مطابق نبی علیہ السلام نے جنگ حدیبیہ میں جب مسلمانوں کے لشکر میں پانی ختم ہوگیا، صحابہ کرامؓ نے اپنی پریشانی کا ذکر کیا، رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ برتنوں میں سے بچا کچا پانی اکٹھا کر کے لائیں ایک پیالے میں پانی لایا گیا، آپ نے پیالہ کے جمع شدہ پانی میں ہاتھ مبارک ڈال دیئے جس سے پانچوں انگلیوں سے پانی کے چشمے جاری ہوگئے، آپ پیالہ میں جمع شدہ پانی میں ہاتھ ڈال کر امت کو سبق دے رہے تھے کہ جو انسان کی ہمت میں ہے، وہ خود کرے، جہاں انسان کی ہمت جواب دے جائے وہاں سے پھر انسان کو قدرت خداوندی پر نظر رکھنے چاہئے بعینہ اسی طرح مینار سے اوپر آسمانوں تک انسان کی طاقت نہیں چلتی جہاں انسان کی طاقت کام نہیں کرسکتی وہاں خدا تعالیٰ کی قدرت کام کرے گی جہاں پر انسان کی طاقت چل سکتی ہے وہ مینار سے نیچے سیڑھی لگا کر اپنی طاقت کو استعمال کریں گے دوسری حکمت یہ ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام کو ہم اپنے ہاتھوں سے اتاریں گے خود سیڑھی لائیں گے تاکہ مسلمانوں کو یقین ہو کہ سچا مسیح وہ ہے جس کے لئے ہم سیڑھی لائیں گے اپنے ہاتھوں سے اتاریں گے جو قادیان میں ماں کے پیٹ سے پیدا ہو کر کہتا ہے کہ "میں مسیح ہوں" جھوٹ بولتا ہے۔

(جاری ہے)

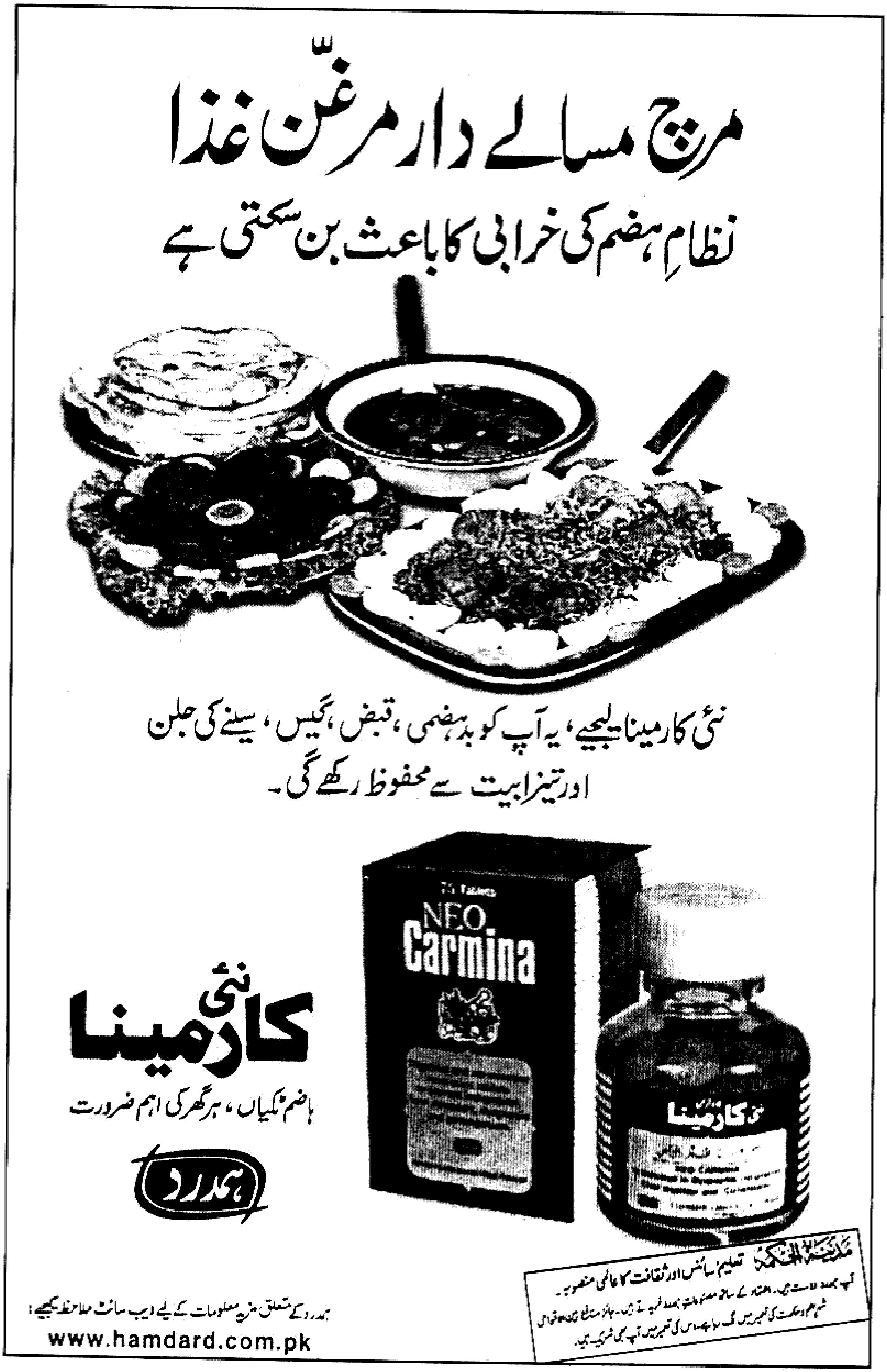

Adarts-CAR-1/2006

بزم اطفال

میرا دیس! لہو لہو

حافظ محمد حذیفہ سعید

تعریف اس خداوند کریم کی جس نے یہ جہاں بنایا، فرش بچھایا، عرش اٹھایا، لوح وقلم کو سجایا، پل صراط بنایا، جہنم کو بھڑکایا، جنت کو مہکایا دودھ کی نہریں بہائیں، شہد کی نہریں چلائیں، سورج کو مشرق سے مغرب گھمایا، چاند کو سجایا، ستاروں کو چمکایا، اور نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وسلم کو جہالت کے خاتمے کا پروانہ اور انصاف کی روشنی دے کر دنیا میں مبعوث فرمایا۔ میں قلم وقرطاس کے فن سے نا آشنا ہوں، لیکن دل چاہتا ہے کہ قلم کی روشنائی سے زیادہ نہیں تو چند نشانات کا رنگ ہمت وجرأت سے کام لیتے ہوئے ان بے رنگ صفحات پر بکھیر دوں۔

دنیا میں اسلام دشمن قوتیں اور ان کے آلۂ کار وظیفہ خوار اپنا پر خار وجود معصوم مسلمانوں کے ریشم جیسے دلوں میں چبھو رہے ہیں، یہ آلہ کار جو جہنم کی بھڑکتی ہوئی آگ کے شعلوں کی نذر ہونے کے لائق ہیں وہ اس ظلم کو اپنا فرض سمجھ کر بخوشی نبھا رہے ہیں اور بیچارے مسلمان اس ظلم وستم کی چکی میں پستے ہوئے حسرت ویاس کی تصویر بنے ہوئے ہیں مسلم قوم بیچاری اس طرح بیٹھی ہے جس طرح جابر بادشاہ کے دربار میں انصاف مانگنے والا مظلوم فریادی، یہ پاکستان جو غیور مسلمانوں اور مضبوط عزم والے مجاہدوں کے ہاتھ میں تھا، کہاں چلا گیا؟

ان حکمرانوں کے ہاتھوں میں جو یہودیت کا شکار ہیں اور امریکا کے نوکیلے پنجے ان کے سر میں اس طرح دھنس چکے ہیں کہ وہ نکلنا چاہیں تو پھڑ پھڑا کے رہ جاتے ہیں، جس طرح بلندی میں اڑتے ہوئے شاہین کے مضبوط شکنجے میں تیتر پھڑ پھڑاتا ہے لیکن یہ ہمارا حکمران پھڑ پھڑاتا نہیں ہے بلکہ ہنستا مسکراتا ہے یہ یہودیت کا شکار ہونے والا ہمارا حکمران کسی کو کیا پتا تھا کہ یہ ہمارا بھائی مستقبل میں کیا سے کیا ہوجائے گا، بھائی اس لئے کہہ رہا ہوں کہ حدیث میں آتا ہے:

"جب بچہ پیدا کیا جاتا ہے تو فطرتِ اسلام پر پیدا کیا جاتا ہے، لیکن ان کے باپ ان کو یہودی، نصرانی اور مجوسی بنادیتے ہیں۔"

اس بیچارے کو یہودیت سے آشکار کرنے میں سب سے بڑا ہاتھ امریکا کا ہے اور مسلمانوں کے احساسات اور ان کے دل کے جذبات سے کھیلنے کا طریقہ بھی انہی فرنگیوں نے سکھادیا اور مسلمانوں کے اس ملک پاکستان کو شر وفساد کا مرکز بنادیا ہے۔ ہائے! ہم ایسا حکمران اور ایسا رہبر کہاں سے لائیں، جنہوں نے پہلے بھی حکمرانی ایسے فرض کو بخوبی نبھایا اور اب بھی نبھائیں گے، لیکن ایسے حکمران تو میر صادق میر جعفر جیسے غداروں کی غداری کی بھینٹ چڑھ گئے۔

اب تو اس ملک کا اللہ ہی حافظ ہے، ویسے بھی قیامت کے نزدیک فتنے تو ظاہر ہوں گے۔

ایک حدیث میں ہے، جسے شراح حدیث پڑھتے ہیں تو حیرت میں پڑ جاتے ہیں، اس حدیث کا مختصر مگر جامع مفہوم یہ ہے:

"جب مکہ مکرمہ کا پیٹ چاک کردیا جائے گا اور اس میں نہریں بہہ نکلیں گی اور پہاڑوں سے بلند عمارتیں ہوجائیں گی تو پھر فتنے ظاہر ہوجائیں گے۔"

جب شراح آج سے پچیس تیس سال پہلے یہ حدیث پڑھتے تھے تو حیرت کے بلبلے میں بلبلا کے رہ جاتے تھے۔

آج جب آپ یہ حدیث پڑھیں گے تو آپ کے اوپر حقیقت آشکار ہوجائے گی کہ جب مکہ مکرمہ کا پیٹ چاک کردیا جائے گا اور اس میں نہریں بہہ نکلیں گی یعنی پہاڑ کھود دیے جائیں گے اور اس میں سرنگیں بن جائیں گی اور آگے ہے، پہاڑوں سے بلند عمارتیں ہوجائیں گی، آپ دیکھ لیں باب عبدالعزیز کے سامنے بلند وبالا سو منزلہ عمارت کھڑی ہے اور فتنے ظاہر ہوجائیں گے۔

ایک فتنہ تو آپ کے ملک پاکستان کے دارالحکومت اسلام آباد میں بیٹھ کر دیسی مرغیاں ہڑپ کررہا ہے جبکہ کسی کسی جگہ پر تو عوام کو کھانا نصیب نہیں ہورہا اور معصوم شہری آٹے کے لئے لمبی لمبی قطاروں میں کھڑے ہانپ رہے ہیں۔ یہ فتنے تو ظاہر ہوگئے اب تیاری کرلو اور سمجھ لو کہ قیامت کے نقارے پر چوٹ پڑنے والی ہے۔

اللہ تعالیٰ ہم سب مسلمانوں کو ایک غیور حکمران نصیب فرمائے اور جو کمی بیشی ہے اس کو پورا فرمائے۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دعا:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُبِکَ
مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ

بیت الخلاء سے نکلتے وقت کی دعا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ
اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ

بزم اطفال

دینی معلومات

سوال:...... کیا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کوئی نبی آئے گا؟

جواب:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے آخری نبی ہیں، آپؐ کے بعد قیامت تک کوئی نیا نبی نہیں آئے گا، آپؐ کے بعد جو شخص نبی ہونے کا دعویٰ کرے وہ جھوٹا ہے۔

سوال:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام کیا ہے؟

جواب:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے والد ماجد کا نام حضرت عبداللہ تھا۔

سوال:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا کیا نام تھا؟

جواب:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی والدہ کا نام حضرت آمنہ تھا۔

سوال:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ بتایئے؟

جواب:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب نامہ والد ماجد کی طرف سے یہ ہے:

"محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب بن ہاشم بن عبد مناف بن قصی بن کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن النضر بن کنانہ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن خزیمہ بن مدرکۃ بن الیاس بن مضر بن نزار بن معد بن عدنان۔"

سوال:...... حضور صلی اللہ علیہ وسلم کہاں پیدا ہوئے؟

جواب:...... مکہ مکرمہ میں۔

امام ابوحنیفہؒ کی ذہانت

مرسلہ: ابوفضیل احمد خان

علامہ ابن جوزیؒ نے نقل کیا ہے کہ ایک شخص کے گھر میں رات کو چور گھس آئے، مالک مکان کو گرفتار کرلیا اور اس کا سارا سامان سمیٹ کر لے جانے لگے، جانے سے پہلے انہوں نے مالک مکان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا، لیکن ان کے سردار نے کہا کہ:

"اس کا سامان تو سارا لے جاؤ، مگر اسے زندہ چھوڑ دو اور قرآن اس کے ہاتھ پر رکھ کر اسے قسم دو کہ میں کسی شخص کو یہ نہیں بتاؤں گا کہ چور کون تھے؟ اور اگر میں نے کسی کو بتایا تو میری بیوی کو تین طلاق۔"

مالک مکان نے جان بچانے کی خاطر یہ قسم کھالی لیکن بعد میں بڑا پریشان ہوا، صبح کو بازار میں گیا تو دیکھا کہ وہی چور چوری کا مال بڑے دھڑلے سے فروخت کررہے ہیں اور یہ بیوی پر طلاق کے خوف سے زبان بھی نہیں کھول سکتا، عاجز آکر یہ امام ابوحنیفہؒ کے پاس پہنچا اور ان سے بتایا کہ رات اس طرح کچھ چور میرے گھر میں گھس آئے تھے اور انہوں نے مجھے ایسی قسم دی، اب میں ان کا نام ظاہر نہیں کرسکتا، کیا کروں؟

امام صاحبؒ نے کہا کہ تم اپنے محلّہ کے معزز افراد کو جمع کرو، میں ان سے ایک بات کہوں گا، اس شخص نے لوگوں کو جمع کرلیا، امام صاحب نے وہاں پہنچ کر ان سے کہا کہ: "کیا آپ چاہتے ہیں کہ اس شخص کو اس کا مال واپس مل جائے؟

ہاں چاہتے ہیں: ان سب نے کہا۔

امام صاحبؒ نے فرمایا: پھر ایسا کیجئے کہ اپنے ہاں کے سارے غنڈوں کو جامع مسجد میں جمع کیجئے اور پھر ایک ایک کرکے انہیں باہر نکالیے، جب کوئی باہر نکلے تو آپ اس شخص سے پوچھیے گا کہ: کیا یہی وہ چور ہے؟ اگر وہ چور نہ ہو تو یہ انکار کردے اور اگر وہی چور ہو تو خاموش رہے، نہ ہاں کہے نہ نہیں، اس موقع پر آپ سمجھ جائیے کہ یہی وہ چور ہے اس طرح چور کا پتا بھی لگ جائے گا اور اس کی بیوی پر طلاق بھی نہ ہوگی۔

سب نے اس تجویز پر عمل کیا، چور پکڑا گیا اور اس بے چارے کو اپنا مال بھی واپس مل گیا۔

شعور ختم نبوت

قاضی احسان احمد

سوال:...... صحابی سے کیا مراد ہے؟

جواب:...... وہ خوش نصیب اور بابرکت فرد جس نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت بحالت ایمان کی ہو اور ایمان کی حالت میں ہی وفات پائی ہو۔

سوال:...... امت مسلمہ کا سب سے پہلا اجماع کس مسئلہ پر ہوا تھا؟

جواب:...... عقیدۂ ختم نبوت کی حفاظت کے لئے جھوٹے مدعیان نبوت کے خلاف لشکر کشی پر۔

سوال:...... انگریز نے مرزا کو نبی کے طور پر کیوں کھڑا کیا؟

جواب:...... تاکہ مرزا کے ذریعہ جہاد کو حرام قرار دلوایا جاسکے۔

سوال:...... مرزا نے کس سن میں نبوت کا دعویٰ کیا؟

جواب:...... ۱۵/نومبر ۱۹۰۱ء میں۔

سوال:...... وہ کون سی قادیانی مصنوعات ہیں جن کا ہمیں بائیکاٹ کرنا چاہئے؟

جواب:...... شیزان، OCS کوریئر، میٹرو کوچ، الرحیم جیولرز، شاہ تاج شوگر ملز، ذائقہ گھی، شاہ نواز ٹیکسٹائل ملز۔

خبروں پر ایک نظر

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مبلغین کا سہ ماہی اجلاس

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مرکزی مبلغین کا سہ ماہی اجلاس ۲۱،۲۲/ ذوالحجہ ۱۴۲۸ھ مطابق یکم، ۲/ جنوری ۲۰۰۸ء منعقد ہوا، جس کی دو نشستیں ہوئیں۔

اجلاس کی نشستوں کی صدارت مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری نے کی۔ اجلاس میں مولانا محمد علی صدیقی میر پور خاص، مولانا محمد فیاض مدنی گمبٹ خیر پور میرس، مولانا محمد یعقوب بدین، مولانا محمد حسین ناصر سکھر، مولانا راشد مدنی رحیم یار خان، مولانا محمد اسحٰق ساقی بہاولپور، مولانا محمد قاسم رحمانی بہاولنگر، مولانا عبدالحکیم نعمانی چیچہ وطنی، مولانا عبدالستار گورمانی خانیوال، مولانا عبدالستار حیدری لیہ، مولانا عبدالرشید غازی مظفر گڑھ، قاضی عبدالخالق فیصل آباد، مولانا زاہد وسیم راولپنڈی، مولانا محمد اسماعیل شجاع آبادی ملتان، مولانا فقیر اللہ اختر سیالکوٹ، مولانا عزیز الرحمٰن ثانی، مولانا محمد قاسم لاہور، مولانا غلام حسین جھنگ، مولانا عبدالنعیم شیخوپورہ، مولانا تونسوی عبدالستار خوشاب، مولانا محمد اکرم طوفانی سرگودھا، مولانا محمد عارف گوجرانوالہ، مولانا اللہ وسایا ملتان سمیت کئی ایک احباب نے شرکت کی۔ اجلاس میں گزشتہ سال کی کارکردگی پر بحث کی گئی اور آئندہ سال کے لئے کئی ایک منصوبے تیار کئے گئے، منڈی بہاؤالدین کے لئے مولانا محمد قاسم سیوطی کو مبلغ مقرر کیا گیا۔ جبکہ مظفر گڑھ کے مبلغ مولانا عبدالرشید غازی، ڈیرہ غازی خان کے لئے ہر ماہ دس روز دیں گے اور جہلم بھمبر میں مفتی خالد میر مبلغ آزاد کشمیر وقت دیں گے۔

۲۶/مئی ۱۹۰۸ء کو مرزا قادیانی جہنم مکانی ہوا، اس کی یاد میں قادیانی سوسالہ پروگرام منارہے ہیں، مجلس نے فیصلہ کیا کہ مرزا قادیانی اور اس کی امت کے دجل وفریب کا پردہ چاک کرنے کے لئے ملک بھر میں اجتماعات منعقد کئے جائیں۔

امام مہدی علیہ الرضوان سے متعلق مولانا بدر عالم میرٹھیؒ کا مضمون جو حضرت اقدس سید نفیس الحسینی مدظلہ کے حکم پر مکتبہ سید احمد شہید لاہور نے شائع کیا کی تلخیص شائع کرنے کا فیصلہ ہوا۔

شیزان سمیت قادیانیوں کی مصنوعات کے بائیکاٹ کی مہم کو جاری رکھا جائے گا۔

ماہ ربیع الاول کو میلاد خاتم الانبیاءؐ کے طور پر منایا جائے گا۔

پنجاب کے اکثر و بیشتر اضلاع میں ضلعی ختم نبوت کانفرنسیں منعقد ہوں گی۔ مطالعہ کتاب ایک عرصہ سے سلسلہ جاری ہے کہ احتساب قادیانیت کی ایک جلد سہ ماہی کے لئے دی جاتی ہے، جس میں اس کا مطالعہ اور تلخیص کی جاتی ہے۔ رواں سہ ماہی میں احتساب قادیانیت کی تیرھویں جلد کا مطالعہ و تلخیص طے کیا گیا، مندرجہ بالا کتاب ۱۲ رسائل پر مشتمل ہے، ہر ماہ چار رسائل کی تلخیص کر کے دفتر مرکزیہ ارسال کی جائے گی۔

اجلاس میں طے ہوا کہ تونسہ شریف کی صوبائی سیٹ پر پی پی پی کی طرف سے امام بخش قیصرانی کے مقابلہ میں مجلس کے مبلغین مولانا عبدالحکیم نعمانی، مولانا عبدالرشید غازی، مولانا تونسوی عبدالستار پر مشتمل سہ رکنی وفد تونسہ شریف کے قصبات، دیہاتوں، بستیوں کا دورہ کرے گا اور مقامی مسلمانوں کو قادیانی امیدوار کو ووٹ نہ دینے کی ترغیب دے گا۔ اجلاس میں مولانا سید محمد امین شاہ مخدوم بیوڑاں، مولانا محمد اختر صدیقی کمالیہ، حاجی محمد حسین تگروالے شجاع آباد، حافظ محمد بلال مالک کتب خانہ مجیدیہ ملتان سمیت کئی ایک مرحومین کے ایصال ثواب کے لئے قرآن خوانی کی گئی اور مغفرت کی دعا کی گئی۔ نیز کئی ایک انتظامی فیصلے بھی ہوئے۔ اجلاس مولانا عزیز الرحمٰن جالندھری مدظلہ کی دعا پر اختتام پذیر ہوا۔

پیر طریقت حاجی محمد حسینؒ کی رحلت

(مولانا محمد اسمٰعیل شجاع آبادی)

حضرت حاجی محمد حسینؒ تگرے والا شجاع آباد ہمارے حضرت قدوۃ السالکین شیخ التفسیر وسیدنا وسیلتنا فی الدارین حضرت مولانا محمد عبداللہ بہلوی نقشبندیؒ کے خلفاء میں سے تھے، جنہیں اللہ پاک نے عزت وشہرت اور عظمت سے نوازا تھا۔ ہزارہا خلق خدا کو ان سے فیض نصیب ہوا، حاجی صاحبؒ نے حضرت بہلویؒ کی بہت خدمت کی، ہمارا دورۂ تفسیر کا سال تھا، ہم دیکھتے کہ حاجی صاحب موصوف اپنی سائیکل کے پیچھے سبزی کی بوری اٹھائے ہوئے آرہے ہوتے، موصوف نے مدرسہ اشرف العلوم، خانقاہ بہلویہ اور حضرت اقدس کی ذات والا صفات کی خدمت میں دن رات ایک کر دیئے، ہمارے حضرتؒ کے خدام میں حاجی محمد حسینؒ، حاجی محمد بخشؒ، حافظ مہر علیؒ، اکثر و بیشتر مسجد، مدرسہ، خانقاہ میں کسی نہ کسی مسئلہ میں سر جوڑ کر بیٹھے ہوئے مشاورت کرتے نظر آتے، لیکن حاجی صاحب نے خدمت کا حق ادا کر دیا، میں سمجھتا ہوں کہ حضرت بہلویؒ کی خدمت کے نتیجے میں وہ مخدوم بنے:

"ہر کہ خدمت کرد او مخدوم شد"

حضرت بہلویؒ کے یوں تو تمام خلفاء اپنے اپنے مقام ذکر وفکر اور مراقبہ کی مجالس قائم کرتے ہوئے نظر آئے، لیکن حضرت قاری شیر محمدؒ سندھ، حضرت قاری شہاب الدینؒ سرگودھا اور حضرت بہلویؒ کے فرزند ارجمند حضرت اقدس مولانا عبدالحی بہلویؒ سے خلق خدا کو بہت ہی فیض پہنچا۔ حضرت حاجی صاحبؒ کو شہرت وعظمت اس وقت نصیب ہوئی، جب حضرت مولانا قاری شیر محمد صاحبؒ آپ کے ہاں آکر فوت ہوئے اور تدفین ہوئی تو حضرت قاری شیر محمدؒ کے خدام کا حلقہ بھی آپ کی طرف متوجہ ہوا، اور یوں عوام وخواص کے مرجع بنے، بڑے بڑے علماء کرام، شیوخ حدیث کو آپ کے سامنے گھٹنے ٹیک کر بیٹھے ہوئے دیکھا۔ ہم علاقہ ہونے کی وجہ سے اور حضرت بہلویؒ کی نسبت سے آپ سے عرصہ دراز سے یاد اللہ تھی، بہاولپور روڈ پر خانقاہ ہونے کی وجہ سے خدمت میں حاضری ہوتی تو بہت خوشی کا اظہار فرماتے اور فرماتے کہ تین دن دے دیں تاکہ "قلب" جاری ہوجائے، میں نے بتلایا کہ میرا تعلق قادری راشدی سلسلہ سے ہے، اور ذکر کے متعلق دریافت فرماتے تو میں اپنی سستی کا تذکرہ کرتا بہرحال دعاؤں سے نوازتے، رمضان المبارک کے پہلے عشرہ میں بہاولپور میں مجلس کے زیر اہتمام عرصہ دراز سے دروس کا سلسلہ چلا آرہا ہے، درس سے فارغ ہوکر آرہا تھا تو حضرت حاجی صاحبؒ کی خدمت میں حاضری دی، سر پر تیل کی مالش کروا رہے تھے، سلام ودعا کے بعد فرمانے لگے کہ ایک سہ روزہ ضرور دیں، بندہ نے عیدالفطر کی چھٹیوں میں وعدہ کیا، چونکہ امسال چناب نگر ختم نبوت کانفرنس ۱۹، ۲۰ شوال المکرم کو تھی، تمام رفقاء کی ڈیوٹیاں چناب نگر لگ گئیں، واپس آئے تو دو چار روز کے بعد ملتان آگئے، سالانہ سہ ماہی ردِ قادیانیت کورس شروع ہوگیا تو حاضری نہ ہوسکی۔ ۲۲،۲۱/ ذوالحجہ مطابق یکم ،۲/ جنوری ۲۰۰۸ء کو ملتان میں مبلغین کی سہ ماہی میٹنگ تھی، میٹنگ سے فراغت پر تین بجے کے بعد برادر مکرم مولانا عبدالحکیم نعمانی مبلغ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت چیچہ وطنی نے بتلایا کہ ابھی چار بجے حاجی صاحب کا جنازہ ہے، شومئی قسمت کہ حاضری کی سعادت سے محرومی رہی۔ ۴/ جنوری کا جمعہ ظریف شہید تحصیل شجاع آباد پڑھایا اور خانقاہ پر حاضری دی تو معلوم ہوا کہ یکم جنوری کو سفر حج سے رات گئے واپسی ہوئی، سارا دن خدام ومریدین میں بیٹھے رہے۔ ۲/ جنوری رات گیارہ بارہ بجے کے درمیان روح قفس عنصری سے پرواز کرگئی۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔

آپ کی نماز جنازہ آپ کے خلیفہ مجاز جامعہ خیرالمدارس ملتان کے استاذ التفسیر مولانا محمد عابد مدظلہ نے پڑھائی نماز جنازہ میں جامعہ خیرالمدارس، قاسم العلوم، جامعہ حنفیہ قادریہ ملتان، جامعہ باب العلوم کہروڑ پکا، میلسی، شجاع آباد کے علماء کرام، مشائخ عظام، سیاسی عمائدین سمیت ہزاروں افراد نے شرکت کی اور انہیں ان کے قائم کردہ مدرسہ، خانقاہ کے شمال مشرق میں مولانا قاری شیر محمدؒ کے پہلو میں دفن کیا گیا۔

یوں تو ہزارہا لوگوں نے آپ سے روحانی استفادہ کیا اور حضرت بہلویؒ کے سلسلہ کو ترقی نصیب ہوئی، چند خوش نصیب ایسے ہیں، جنہیں حضرت نے خلافت سے سرفراز فرمایا، ان کے اسمائے گرامی درج ذیل ہیں: مولانا محمد عابد جامعہ خیرالمدارس ملتان، مولانا عبدالبر محمد قاسم، قاسم العلوم ملتان، مولانا محمد ہاشم عمرکوٹ سندھ، مولانا محمد موسیٰ عمرکوٹ سندھ، پروفیسر غلام محمد ملتان، سید ساجد حسین گردیزی ملتان۔

آپ کے صاحبزادے مولانا محمد قاسم کو جانشین مقرر کیا گیا، اللہ پاک سے دعا ہے کہ رب کریم مرحوم کو کروٹ کروٹ جنت الفردوس نصیب فرمائیں اور ان کے پسماندگان، مریدین، متوسلین، خلفاء کو صبر جمیل نصیب فرمائے۔ آمین۔

حافظ محمد بلالؒ بھی چل بسے

فقیر العصر، استاذ الحدیث، حضرت مولانا مفتی محمد عبداللہ ملتانیؒ کے فرزند ارجمند، کتب خانہ مجیدیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان کے مالک حافظ محمد بلال ۲۷/ دسمبر ۲۰۰۷ء کو انتقال فرماگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم حضرت مفتی صاحب کے ذوق طباعت کے آئینہ دار تھے۔ دسیوں دینی، تاریخی اور درسِ نظامی کی کتب شائع کیں اور ملتان کی مارکیٹ میں بڑے تاجر کتب تھے، اپنے بھائی کو ملنے منگلا ڈیم تشریف لے گئے اہل خانہ بھی ساتھ تھے۔ منگلا ڈیم سے دینہ آئے گھر والوں کو سڑک کنارے بٹھلایا تاکہ ریلوے اسٹیشن سے گاڑی کا وقت اور ٹکٹ کا انتظام کریں۔ اسٹیشن کے سامنے گئے کہ دل کا شدید دورہ پڑا اور گر گئے کچھ لوگوں نے اٹھا کر بینچ پر سلادیا دیکھا تو انتقال فرماچکے تھے، جیب میں شناختی کارڈ، عزیزوں کے نمبر دیکھ کر بھائی صاحب کو منگلا میں اطلاع کی گئی، وہ ایمبولینس کے ذریعہ ملتان لائے، اگلے دن جامعہ خیرالمدارس کے وسیع وعریض صحن میں ان کی نماز جنازہ ادا کی گئی، جس میں ہزاروں طلبہ، علماء، عوام اور حضرت مفتی صاحبؒ کے عزیزوں نے جنازہ میں شرکت کی، اللہ پاک ان کی سیئات سے درگزر فرماکر حسنات کو قبول فرمائیں اور ان کی مغفرت فرمائیں۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت پسماندگان کے غم میں برابر کی شریک اور صبر جمیل کے لئے دعاگو ہے۔

☆☆..............☆☆

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام

سہ ماہی تربیتی کنونشن

رپورٹ: حافظ محمد فرقان انصاری

عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت ٹنڈو آدم کے زیر اہتمام سہ ماہی تربیتی کنونشن جامع مسجد ختم نبوت ایم اے جناح روڈ ٹنڈو آدم میں جمعۃ المبارک کو بعد نماز جمعہ شروع ہوا، کنونشن کی صدارت عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت صوبہ سندھ کے امیر حضرت مولانا محمد یوسف لدھیانوی شہیدؒ کے خلیفہ مجاز، ممتاز عالم دین علامہ احمد میاں حمادی صاحب فرما رہے تھے، کارروائی کا آغاز باقاعدہ تلاوت کلام پاک سے ہوا۔ مولانا محمد راشد مدنی نے کنونشن کے اغراض مقاصد بیان کئے، تمام ساتھیوں نے کام کو آگے بڑھانے کے لئے تجاویز دیں اور طے کیا گیا کہ گزشتہ پروگرامز کو برقرار رکھتے ہوئے ٹنڈو آدم کے قرب و جوار میں پندرہ دن میں ایک جماعت دس ساتھیوں پر مشتمل جایا کرے گی وہاں کے مسلمانوں کو تحفظ ختم نبوت کے جہاد میں شامل ہونے کے لئے دعوت دے گی۔ علاوہ ازیں پندرہ دن کے اندر ایک پروگرام ٹنڈو آدم شہر کی کسی مسجد میں رکھا جائے گا، اس کے علاوہ اسکول کالج کے اندر بھی مختلف مواقع پر پروگرام رکھنے اور ساتھیوں کے گھروں میں مستورات کے لئے علیحدہ ختم نبوت کے پروگرامز رکھنے کی تجاویز زیر بحث آئیں۔ مسئلہ ختم نبوت کی اہمیت اجاگر کرنے کے لئے ڈاکٹرز، ٹیچرز اور وکلاء حضرات کے لئے علیحدہ کنونشنز رکھے جانے کا پروگرام بھی ترتیب دیا گیا، نیز مارچ کے آخری عشرے میں سالانہ ختم نبوت کانفرنس بھی زیر غور رہی تاہم اس کا حتمی فیصلہ مرکز کی جانب سے پورے سندھ میں رکھی جانے والی کانفرنسوں کے ساتھ مرکز کی جانب سے ہی ہوگا۔ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حیدر آباد کے مبلغ مولانا محمد نذر عثمانی نے ایمان افروز خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ تحفظ ختم نبوت کا کام اللہ کے ہاں انتہائی مقبولیت والا کام ہے اور یہ کام اللہ اسی سے لیتا ہے جسے اللہ اپنا مقرب بندہ بناتا ہے، جس کی نیکیاں اللہ کے ہاں مقبول ہوتی ہوں اور اللہ اس کام کی توفیق اس سے چھین لیتا ہے جس سے اللہ اور اس کا رسول ناراض ہو، اس لئے تحفظ ختم نبوت کا کام کرنے والے کہیں بھی ہوں صد مبارکباد کے مستحق ہیں۔ ناموس رسالت تحفظ ختم نبوت کی خاطر ہر کلمہ گو مسلمان اپنا تن من دھن قربان کرنے کو تیار ہے، ناموس رسالت پر کسی قسم کا کوئی سمجھوتہ مسلمان برداشت نہیں کریں گے، توہین رسالت لاء سمیت تمام اسلامی دفعات کا تحفظ ہر قیمت پر کیا جائے گا، انہوں نے کہا کہ موجودہ الیکشن سیٹ اپ میں مسلمان ہر امیدوار سے عہد لیں کہ وہ اسمبلی میں جا کر ناموس رسالت کے تحفظ کے لئے اپنی صلاحیتیں استعمال کریں گے، کیونکہ مسلمان کو روٹی، کپڑا اور مکان یا بجلی، پانی، گیس کی ضرورت ہو تب بھی ان اشیاء سے بڑھ کر ایک مسلمان کے لئے ناموس رسالت کی قیمت ہے ہمیں پاکستان میں صرف اور صرف ناموس رسالت کا تحفظ چاہئے۔ کنونشن میں مدینۃ العلوم کے مفتی محمد امان اللہ بلوچ، مفتی محمد طاہر کی حنفی، تاجر برادری کے صدر حاجی خلیل الرحمٰن میمن، حاجی عبدالواحد بلوچ، مجلس تحفظ ختم نبوت کے مقامی نائب امیر راؤ حاجی محمد جمیل، ناظم ڈاکٹر محمد خالد آرائیں، خازن ماسٹر عبدالحکیم چانگ، ماسٹر شاہنواز ابڑو، حاجی محمد عمر جونیجو، مستری منور حسین، محمد عارف سعید، محمد اشتیاق، ماسٹر خیر محمد کھوسو، محمد ہاشم بروہی، طارق محمود چانگ، حافظ محمد طارق حمادی، عبدالکریم بروہی، استاد سراج بروہی، مرید بلوچ، شیر محمد بلوچ، محمد آصف بھٹی، حاجی قادر داد کھوسو، یار محمد ابڑو، دائم الدین، نور اللہ سمیت پانچوں یونٹوں کے عہدیداروں نے بھرپور انداز میں شرکت کی۔ صدر کنونشن حضرت مولانا احمد میاں حمادی صاحب دامت برکاتہم العالیہ نے چند ایمان افروز جملے ارشاد فرماتے ہوئے کہا کہ اگر مسلمان نبی کی عزت و ناموس کے لئے میدان میں نہ آئیں تو بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت و ناموس میں ذرا برابر فرق نہیں پڑتا، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ارشاد فرمایا ہے کہ:

"اگر تم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مدد نہ کرو تو اللہ اس کی مدد کر چکا۔"

یعنی ہجرت کی رات جب سب کفار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے قتل کے درپے تھے تو وہاں سے کس نے آپ ﷺ کو بحفاظت و سلامت نکالا؟ اس قسم کے کئی ایک واقعات احادیث میں ملتے ہیں، اس لئے مسلمانوں کو اس پر خدا کا شکر ادا کرنا چاہئے کہ اللہ ان سے اپنے نبی کی عزت و ناموس کے تحفظ کا کام لے رہا ہے، اللہ اس پر بھی قادر مطلق ہے کہ وہ ہماری جگہ دوسری قوم پیدا کر کے یا کسی بھی فاسق، فاجر سے اپنے نبی کی عزت و ناموس کا کام لے لے، ہم تو یوسف کے خریداروں میں اپنا نام لکھوانے والے ہیں۔ ہمارے حضرت (مولانا محمد یوسف لدھیانوی

شہیدؒ) فرمایا کرتے تھے کہ:

”جس طرح صدرِ مملکت کو اپنی تمام رعایا پیاری ہے پھر اس میں سے پولیس قدرے زیادہ کہ وہ رعایا کو تحفظ فراہم کرتی ہے، پھر اس میں سے فوج اور زیادہ کہ ملک کو تحفظ فراہم کرتی ہی، مگر ان سب سے زیادہ وہ گارڈ جو صدرِ مملکت کے ذاتی گارڈ ہیں، جو اس کی جان کی حفاظت کرتے ہیں وہ اس کو بہت پسند ہوتے ہیں، یہی معاملہ یہاں ہے کہ تمام دین دار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو پسند ہیں مگر مجلس تحفظ ختم نبوت جس کا منشور ہی رسول خدا کی عزت و ناموس کی حفاظت کرنا ہے یہ سب سے زیادہ رسول خدا کو پسند ہیں یہ گویا کہ محمد عربیؐ کے ذاتی محافظ کی مانند ہیں۔“

حضرت کے خطاب کے بعد حضرت کی ہی دعا سے قبل از عشاء کنونشن اختتام پذیر ہوا۔

قادیانیوں کو غیر مسلم کے خانہ میں نام درج کرانے پر شرم نہیں آنی چاہئے

فیصل آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے غیر مسلم قادیانی جماعت چناب نگر کے اس بیان پر کہ الیکشن کمیشن کی طرف سے ووٹر رجسٹر ہونے کے لئے متعلقہ فارم میں مذہب کا خانہ بنانے پر قادیانی غیر مسلم جماعت انتخابات میں حصہ نہیں لے گی پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ قادیانی مرزائی احمدی جعلی نبی مرزا غلام احمد قادیانی آنجہانی کے پیروکار ہیں، جن کو پاکستان کے آئین و قانون کے تحت غیر مسلم اقلیت قرار دیا جاچکا ہے تمام غیر مسلم اقلیتوں کے لئے دس نشستیں مخصوص ہیں جن میں قادیانی مرزائی احمدی بھی شامل ہیں، اس دفعہ الیکشن کمیشن نے ووٹر فارم میں ہر غیر مسلم اقلیت کا الگ الگ خانہ بنایا ہے جس میں ہندو، سکھ، پارسی، عیسائی، بدھ، قادیانی/احمدی اپنے مخصوص خانہ میں ٹک کرے گا، اگر قادیانیوں کو غیر مسلم کے خانہ میں نام درج کرانے پر شرم آتی ہے تو وہ کلمہ طیبہ پڑھ کر مسلمان ہو جائیں اور مرزا غلام احمد قادیانی جعلی نبی کی نبوت پر ایمان ترک کر دیں ورنہ قادیانی غیر مسلمانوں کا محاسبہ جاری رہے گا۔

قادیانی رسالہ کا ڈسٹری بیوٹر لکھنے کی تحقیقات کا مطالبہ

فیصل آباد (پ ر) عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد نے وفاقی وزارتِ داخلہ، صوبائی ہوم سیکریٹری اور آئی جی پولیس پنجاب سے مطالبہ کیا ہے کہ غیر مسلم قادیانی جماعت چناب نگر کے ماہنامہ انصار اللہ میں قابل اعتراض مواد شائع کرنے پر مقدمات چلائے جائیں اور قادیانی رسالہ کی یادداشت کے پروفارما میں غیر قانونی طور پر عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے سیکریٹری اطلاعات مولوی فقیر محمد کو قادیانی رسالہ کا ڈسٹری بیوٹر لکھنے کی تحقیقات کی جائے اور قصور وار سرکاری افسر اہلکار کو معطل کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ گزشتہ روز تھانہ ڈی ٹائپ کالونی کی طرف سے ایک مراسلہ دکھایا گیا جس میں قادیانی رسالہ انصار اللہ کا تقسیم کنندہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کے مولوی فقیر محمد فیصل آباد کو لکھا گیا تھا، جس پر تھانہ کے اہلکار کو بتایا گیا کہ اس رسالہ سے ہمارا کوئی تعلق نہیں ہے اور نہ ہی ڈسٹری بیوٹر ہے ہم مسلمان ہیں۔ ایک غیر مسلم قادیانی رسالہ کے تقسیم کار کیسے ہو سکتے ہیں؟ یہ کام کوئی قادیانی افسر کر رہا ہے، جو وزارت داخلہ، ہوم سیکریٹری اور آئی جی پولیس کے دفتر سیل میں بیٹھا ہے، مقامی سیکورٹی برانچ کے انچارج نے بتایا ہے کہ سرکاری پروفارما میں بار بار غیر قانونی طور پر مولوی فقیر محمد کو ڈسٹری بیوٹر لکھا جارہا ہے، انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ اس غیر قانونی اقدام کو فوری بند کیا جائے۔

تبصرہ

عمدہ البیان فی تفسیر القرآن المعروف

تفسیر المدنی، الکبیر: حصہ اول: شیخ التفسیر حضرت مولانا ابو طاہر محمد اسحاق خان المدنی حفظہ اللہ، صفحات: ۹۰۴ قیمت: درج نہیں، پتہ: دارالعلوم آزاد کشمیر، بلندی ضلع سدھنوتی، آزاد کشمیر، پاکستان۔

حضرت مولانا محمد اسحاق خان مدنی دامت برکاتہم کی علمی شخصیت اہل علم حلقہ میں محتاج تعارف نہیں ہے، آپ ایک عرصہ سے دبئی میں قیام پذیر ہیں، آپ کا حلقہ درس قرآن بھی کافی شہرت رکھتا ہے، آپ نے ایک عرصہ سے اپنے آپ کو درس تفسیر قرآن کریم کے لئے وقف کر رکھا تھا، آپ اپنی مساعی میں کس قدر کامیاب ہوئے ہیں؟ پیش نظر تفسیر عمدۃ البیان کی جلد اول جو سورۂ فاتحہ سے سورۂ نساء تک کی تفسیر پر مشتمل ہے، کی شکل میں اس کا خوبصورت نتیجہ اور ثمرہ حاضر خدمت ہے، موصوف کا تفسیری انداز بلاشبہ اکابر دیوبند کی طرز پر تحقیقی ہے۔ کتاب کا ایک ایک حرف اور ایک ایک بحث قابلِ قدر اور لائق رشک ہے، اللہ تعالیٰ اس کو عوام و خواص کے لئے نفع بخش بنائے اور حضرت مولانا موصوف کی ترقی درجات اور نجات آخرت کا ذریعہ بنائے آمین، اس تفسیر کے بارہ میں کچھ لکھنا سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے، کیونکہ: مشک آنست کہ خود ببوید!

(مولانا سعید احمد جلال پوری)

مکہ مکرمہ میں!

مولانا محمد ثانی حسنیؒ

مجھ پر خدا کا بے شمار فضل و کرم ہے آج کل
لیل و نہار بار بار طواف حرم ہے آج کل

زمزم کا جام ہاتھ میں، ذکر خدا ہے ساتھ میں
میری نظر کے سامنے باب حرم ہے آج کل

تھامے ہوئے غلاف کو بہر دعا حطیم میں
ناچیز بندہ یہ ترا طالب کرم ہے آج کل

ذکرِ خدا زبان پر گرم طواف روز و شب
رو کر چمٹنا بار بار بہر ملتزم ہے آج کل

اسود حجر کا چومنا ہے شغل میرا روز و شب
اور ہاتھ میرے ہیں بلند اور چشم نم ہے آج کل

شکر خدا ادا کرے مجھ سا نحیف و ناتواں
مجھ پر تو فضل ایزدی بے کیف و کم ہے آج کل

رب العلاؑ کے سامنے شام و سحر جبیں نیاز
بندہ ترا درِ حضور تسلیم خم ہے آج کل

تیرا کرم میں گن سکوں میرے لئے محال ہے
میرے خیال سے بلند ترا کرم ہے آج کل

میری دعا تو کر قبول آنا مرا نہ ہو فضول
لب پر دعا ہے تیز تر اور دم بدم ہے آج کل

ہاتف نے دی صدا مجھے کچھ غم نہ کر دل حزیں
تیرا مقام تو بلند بیت السلم ہے آج کل

عالمی مجلس تحفظِ ختمِ نبوّت سے تعاون

شفاعتِ نبی اکرم ﷺ کا ذریعہ

- پوری دنیا میں قادیانیت کا تعاقب
- قادیانیوں کو دعوت اسلام
- سینکڑوں مبلغین کے ذریعہ قادیانی سرگرمیوں کا سدباب
- عدالتوں میں قادیانیت کے متعلق مقدمات کی پیروی
- سینکڑوں مساجد و مدارس کے ذریعہ مبلغین کی تیاری
- دفاتر ختم بنوت، دارالتصنیف اور لائبریریوں کا قیام
- قادیانیت سے تائب ہونے والے مسلمانوں کی نگہداشت
- ہفت روزہ ختم نبوت کے ذریعہ قادیانیت کا قلمی پوسٹ مارٹم

ان تمام صدقاتِ جاریہ میں شرکت کے لئے

زکوٰۃ، صدقات، خیرات، فطرہ، عطیات عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت کو عنایت فرمائیں

دفتر مرکزیہ عالمی مجلس تحفظ ختم نبوت حضوری باغ روڈ ملتان

فون: 4583486-45141522 فیکس: 4542277 اکاؤنٹ نمبر: 3464 یو بی ایل حرم گیٹ برانچ، ملتان

جامع مسجد باب الرحمت، پرانی نمائش ایم اے جناح روڈ کراچی

فون: 2780337 فیکس: 2780340 اکاؤنٹ نمبر: 8-363 ور 2-927 الائیڈ بینک بنوری ٹاؤن برانچ

تقسیم کنندہ کا پتہ

اپیل کنندگان

مولانا خواجہ خان محمد
امیر مرکزیہ

سید نفیس الحسینی
نائب امیر مرکزیہ

مولانا عزیز الرحمٰن
ناظم اعلیٰ

نوٹ: مجلس کے مرکزی دفاتر میں رقوم جمع کرا کے مرکزی رسید حاصل کر سکتے ہیں۔ رقوم دیتے وقت مد کی صراحت ضروری ہے تاکہ شرعی طریقے سے مصرف میں لایا جا سکے